

التعظيم والمنة في ان ابوي رسول الله ﷺ في الجنة

للشيخ العلامة جلال الدين  
عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي

المتوفى سنة ١٥٠٥/٥٩١هـ

ترجمه و تحقيق

مفتي محمد خان قادري



والدين مصطفى جنتي ہیں  
ﷺ

ALHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)



بیتہ مقام الدین مصطفیٰ ۲



ترجمہ و تحقیق

تصنیف

مفتی محمد شمس الدین خان قادیانی

امام جلال الدین سیوطی

حجاز پبلی کیشنز (لاہور)

66	شعور و فرائض	43	ان کا تحصیل کرنا
67	جاریہ مسطر کی شعور و اہمیت	44	ان کا ذکر و ہوتے
67	برائے کی سمیت	45	اب تیسرا اور چوتھا
67	انہما لغزائش و عذاب	46	فصل - چوتھی و پانچویں
67	پہلی بات	46	فصل - چارم و پانچویں
68	انہما لغزائش		فصل
68	تینوں بات	49	ہاں کے ہوتے ہیں ایک قول
69	ضمیمہ		جنہ چیز کا
70	فصل	51	فصل - سب سے پہلے
72	دوسرا طریقہ و استدلال		فصل - عمل ہذا صحت کو کون کے
73	اس کی تحصیل	53	ہوتے ہیں مال مند کا توقف
		56	انہما لغزائش
	میں والدین کے حوالے	58	انہما لغزائش تینوں سوال
74	ہے بھی یا نہیں		
75	فصل		کیا یہ لوگ سزا میں؟
	کیا والدین مسلمان ہیں	59	سزا و ضمانت
76	کیا ہے	62	ہام نودی کے کام کا منج معلوم
77	فصل - ایسا ہے اور تفسیر عات		فصل - نہ کہ وہ صحت
79	فصل - سوچیں عقلی کا نام لوگ	62	میرا ہستی
81	فصل	63	ایک روایت کی مثال
82	فصل کی میں انعام	64	دوسری مثال
85	فصل	64	دوسری طبع تین کے لگاتار
85	فصل	65	ظن حکم کی توجیہ
85	انہما لغزائش کے بعد کار نہیں	65	صحت کا دوسرا طریقہ
		65	صحت سے توجیہ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ روایت امام جلیل القدر شیخ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم و ائمان و اہل بیت علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ اس روایت میں اسلوب نے ان دو امور پر توجہ ہی تھی جو حقیقی مولود بیچ کیا ہے۔

اس حدیث میں اہل بیت علیہم السلام کا زلفہ ہو کر ائمان لانے کا تاثر ہے وہ ہرگز موضوع نہیں، زیادہ سے زیادہ اس میں ضعف ہے اور حدیث ضعیف صحابہ میں طویل ہوئی ہے۔ موضوع کہنے والوں نے ہر دلائل و علل ذکر کی تھیں ان تمام کا طے تو یہ کر کے واضح کیا کہ یہ تمام غیر مؤثر ہیں بلکہ تحقیق کے بعد کہتے ہیں۔

ولولا تفریبه احکمت له اگر ذکورہ راوی حضورؐ ہوتا تو میں اسے  
بالحسن (المنعظم و المعتمد) میں قرار دیتا۔

یاد رہے امام نے اس حدیث پر مستقل رسالہ "نشر العلمین المنیفین فی احببہ الابوین الشریفین" بھی تحریر کیا ہے جس کا زمرہ "اہل بیت علیہم السلام" میں ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی آشکار کیا کہ مخالف نے ہر روایات بطور استدلال ذکر نہیں کی ہیں لہذا علل ہیں جن کی وجہ سے وہ کمال استدلال نہیں مگر روایت مسلم جن میں نہیں وہ ایک فی السلسلہ کے متن و سند پر امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ضابطہ کی ہے وہ اپنی کاسر ہے کہ چہ کر یہ شرح صدر نصیب ہو جائے کہ یہی راوی حدیث کو روایہ ہو گیا ہے، یہ فقہاء آپ علیہم السلام سے توجہ ہی نہیں بلکہ دیگر فقہاء توجہ ہی اور اگر یہ فقہاء توجہ ہی ہوں تو ان سے مراد بچا ہے، دیکھ کر اپنی مراد نہیں۔

افترض امام رحمۃ اللہ علیہ آپ علیہم السلام کا زلفہ و سلم کے اہل بیت علیہم السلام کے جنتی ہونے پر ایسے دلائل کاہنہ لائے ہیں جن کے رد کا امکان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

دیکر رسالوں کے حقیقت کی طرح ہم یہی بھی دیکھیں **صَلِّ عَلَىٰ سَائِرِ النَّبِيِّينَ** کے بارے میں یہ کہ امت کے مسلمانوں کی تہنیت اور ان کے وسیعہ ہیں۔  
 "مشرقیوں کا خیال تھا کہ پانی ہی الخاقی ۱۹۷۵ء رٹھرا ہے کہ آیت مبارکہ "وَمَا كَانَ لِلنَّاسِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ الْأَيَّةَ" کے بارے میں کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھڑوں کے بارے میں نکل ہوئی تھا ہے۔

وَمَا يَدُلُّ عَلَىٰ أَنْ الْأَيَّةَ تَزَلَّتْ فِي  
 آيَةِ تَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدَ اللَّهِ لِيَهِيَ فَلَا  
 يَصْلُحُ مِنْهَا شَيْءٌ وَلَيْسَ شَيْءٌ  
 مِنْهَا مَا يَصْلُحُ أَنْ يَعَارِضَ  
 مَا ذَكَرْنَا فِي الْقَوْلِ حَيْثُ يَذْهَبُ  
 (المطهری، ص ۳۰۰)

اور روایات بتاتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی  
 اور دہرہ گرائی کے بارے میں نکل ہوئی  
 ان میں سے کوئی بھی نکل استعمال نہیں  
 اور نہ ہی ان میں اپنی حالت طہارت  
 کے خلاف کی ملامت ہے لہذا ان کی  
 تہنیت لازمی و ضروری ہے۔

حرف کے بائیں کاٹھ پان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

فَلَا يَجُوزُ الْقَوْلُ بِكُفْرٍ لِبُورِي  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
 وَسَلَّمَ مُشْرِكِينَ مُسْتَعْدِي بَهَنَهُ  
 الْأَيَّةَ وَقَدْ هَمَّ الشَّيْخُ لِأَجْلِ  
 جَلَالِ الدِّينِ سَيُوطِي رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُ رَسَائِلَ فِي قِبَلَتِ لِيَمَانِ  
 لِبُورِي رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَجَمِيعِ آيَاتِهِ

اس آیت مذکورہ سے آپ **صَلِّ عَلَىٰ سَائِرِ النَّبِيِّينَ**  
 کے دھڑوں کے شرک ہونے پر استعمال  
 ہوا نہیں، بلکہ بزرگ عالم امام جلال  
 الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے آپ  
**صَلِّ عَلَىٰ سَائِرِ النَّبِيِّينَ** کے دھڑوں بلکہ حضرت آدم  
 علیہ السلام تک تمام انہما اور امت کے  
 انہما پر متحد رسالوں قرآن کے ہیں، یہی  
 نے بھی ان ہی سے ایک رسالہ تیار کیا

وعمادہ فی آدم علیہ السلام  
 وخلصت منها رسالۃ سمینہا  
 بتقدیس آباء النبی صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم فمن شاء  
 فلیرجع لیہ النظری ۱۰۰۰

اس طرح "ولانزل عن اصحاب الجحیم" کے تحت تھک رہا گل و گل  
 کرنے کے بد لگتے ہیں۔

فلیس بمرضی عنی  
 ولیس بقوی ولو صح فلا  
 ذلیل فیہ علی ان المراد  
 باصحاب الجحیم ابوہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی  
 تقدیر لتسلیم فتلك لایة  
 لانزل علی کفرهما فان  
 المؤمن تلیکون من اصحاب  
 الجحیم لاکتساب بعض  
 المعاصی حتی تدرکہ  
 المغفرة بشفاعۃ شافع لو دون  
 ذلک لو یبلغ الکتاب اجلہ وقد  
 صح عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم انه قال بعثت من خیر  
 قرون بنی آدم۔

لگے یہ ہیں نہیں اور نہ ہی یہ قوی ہیں  
 اگر یہ کج بھی ہوں تو اس میں اس پر  
 کوئی دلیل نہیں کہ اصحاب جحیم سے مراد  
 آپ ﷺ کے دشمن ہیں اگر  
 تسلیم بھی کر لیں تو یہ آیت ان کے گنہ  
 گاہ میں کیونکہ بعض سو میں بھی تو  
 گناہوں کی وجہ سے اصحاب جحیم ہو سکتے  
 ہیں اور پھر وہ کسی شافع کی شفاعت میں  
 اور سبب یا خطا کمل ہونے پر جنت  
 میں پائی گے اور حضور ﷺ سے  
 صحت کے ساتھ ثابت ہے قرآن میں ہر  
 جگہ میں اور آدم کے بہتر خاندان میں دیا  
 ہوا۔

آگے اس پر حدود روایات جمع فرمائی گئے کے بعد فرمایا۔

وقد صنف الشيخ الاجل جلال الدين السيوطي رضي الله عنه في اثبات اسلام آباء النبي رسائل واتخذت من تلك الرسائل رسالة فذكرت فيها ماثبت اسلامهم ويفيد اجوبة شافية لمايدل على خلافه والله الحمد

فتح کمال نام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے حضور ﷺ کے آباء و اجداد کے ثبوت اسلام پر حدود رسائی تصنیف فرمائی ہیں، میں نے بھی ان سے اختلاف کرتے ہوئے رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں ان کا اسلام ثابت کیا اور کثرت روایات کا ثبوت برابر دیا ہے تمام حدیث تھیلی کے لئے ہی ہے۔

(المظہری: ۱۰۱-۱۰۲)

سورہ شعراء کی آیت "وتقلبک فی الساجدین" کے تحت اس کی تفسیر ظاہر کر گئے کے بعد لکھتے ہیں۔

بل الاولى ان یقال المراد منه تقلبک من اصلاب الطاہرین الساجدین لله الی ارحام الطاہرات الساجدات ومن ارحام الساجدات الی اصلاب الطاہرین الی الموحدین والموحدات حتی یدل علی ان آباء النبي صلی الله علیه وآله وسلم کلهم كانوا مومنین کذا قال السيوطي

بلکہ یہ کہنا سب سے بہتر ہے کہ یہاں سبھتہ ﷺ پاک اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والوں کی پشتوں سے پاک سجدہ کرنے والی خواتین کے ارحام کی طرف اور سجدہ سجدہ کرنے والی خواتین کے ارحام سے سجدہ و پاک پشتوں کی طرف تعلق ہونا مراد ہے۔ حتیٰ کہ یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ حضور ﷺ کے تمام آباء و اجداد سوسن ہیں، نام سجدہ والی رکن اللہ علیہ نے بھی یہی بات کی ہے۔

وما يؤيد هذا التلويل مارواه البخاری فی الصحیح عنہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بعثت من خیر قرون بنی  
 آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ  
 قروی مسلم من حدیث وثقة بن الاسقع قوله صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم ان اللہ اصطفی من ولد ابراهیم  
 اسماعیل واصطفی من ولد اسماعیل بن کنانة واصطفی  
 من بنی کنانة قریشا واصطفی من قریش بنی  
 ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم وقد صنف  
 لسیوطی رحمہ اللہ فی اثبات اہمان آیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمالا  
 وتفصیلا کتابا و ذکر فیہ ماہ وما علیہ وخلصت منہ رسالة فلیرجع الیہا

(المظہری: ۷۷۷)

آیت کے اس معنی، روایات و احادیث شہد ہیں بخاری میں ہے، آپ ﷺ نے قرآن میں ہر دور میں لوگوں کو ہم کے بہتر نسلوں میں رہا ہوں حتیٰ کہ اس نسلوں میں بھی نہیں ہیں ہوں مسلم میں حضرت واقعہ رضی اللہ عنہ سے ہے محمد تعالیٰ نے لوگ ابراہیم میں سے اسماعیل کو پنا اور لوگ اسماعیل میں سے کنزہ کو، کنزہ سے قریش کو، قریش سے ہاشم کو اور ہاشم سے مجھے پس اسلام سبھی رحمت اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے واپس کے آئین، پھولے پتے متحدہ سماں کی ہے جن میں خوب تحقیق ہے، اللہ نے بھی ان سے استفادہ کرتے ہوئے ایک رسالہ اس موضوع پر تحریر کیا ہے۔ لہذا اس کا بھی مطالعہ کر لیا جائے۔



شرح اشکالی علیٰ محمد بن حاتم ہوسا دست اللہ علیہ آپ ﷺ کا لقب  
مہدک ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

ومعتقدنا ان لله تعالى حفظ  
آبائنا النبي صلى الله عليه وآله  
وسلم من الشرك والنفاق  
من اجل حملهم لنوره  
(الغوائد الجلية للبيهقي ۱۲)

اس پر متعدد تفسیریں اور تفصیلی علم کی آرا سے بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

والمجاهد ابوہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم وایماتہما بل  
وحصول اعظم منزل اعلیٰ  
الایمان فهو اعتقادنا یشہد  
بذلك جلالة قدره  
وعلم منصبه عند ربه فلان كان  
الواحد من خريته بل الواحد  
من صحبته بل الواحد من  
امتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ینالہ من فضل اللہ وریاست  
ہواسطتہ ویرکتہ ملاحین  
رات ولا فن سمعت ولا  
خطر علی قلب بشر حدث  
عن البحر ولا حرج فكيف  
مضرت ﷺ کے واقعات کی نجات  
اور ان کا ایمان بگدا اعلیٰ ایمان میں سے  
بھی بڑھ کر ان کا مقام ہے 'طراہی  
تھیوہ ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے پسند  
آپ ﷺ کی قدر و منزلت ہے بلکہ  
مزیہ ہے وہ شہید ہے ایسے آپ  
ﷺ کی اولاد کا ہر فرد بگدا آپ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک صحابی  
بگدا آپ ﷺ کا ہر ایک امتی آپ  
ﷺ کے واسطے اور برکت سے  
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے وہ فضل و تہنیت  
پانے کا ہر کسی آگے لے سکتا نہیں کسی  
کان نے خاصیت اور نہ کسی مل پر اس کا  
تصور کر سکتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے

لا ینال لہوہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم من ذلک الحظ  
الاوفر ولنصیب الاکبر  
کیف وقدمن اللہ تعالیٰ  
علیہما بعزیزۃ خیر وجہ من  
بینہما رحمة للعالمین  
(الفوائد الجلیة الیہ: ۲۰۰)

ہم ملائم ترین اخیل رمت لہ علیہ صحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الحظ الحذر من ذکر ولدیہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
بسوہ لانه یؤذیہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم  
کیونکہ اس سے آپ ﷺ کو گناہ  
ہوئی ہے۔

(رفع الخفاء: ۱۵۳)

ظہر لری الخلق کذلک الخلق ۱۵۳ ہ اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی مکتبہ میں لکھتے

ہے۔

وجب القطع والاعتقاد بنجا  
نہما تعظیما لجنابہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ولا یسکن قلب ذی نفسی  
لا ینلکک ولا یجوز الاقدام  
علیٰ ہذا حکم الا بعد نص  
صریح لا یعارضہ نص آخر  
آپ ﷺ کی عقیم کے بڑی نظر  
آپ ﷺ کے دشمن کی بہت کا  
اعتقاد کرنا لازم ہے اور کسی بھی طرف  
اسی رکھنے والے کامل اس کے بغیر سکون  
نہیں پا سکتا اور کسی پر کفر کا علم ایسی  
صریح نص کی بنیاد پر نکلا جا سکتا ہے جس  
کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو اور آپ

ولس لک ہذا فی والدیہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم لعمان  
 دلائل بدل علی عدم نجاتہما  
 لا وهو ضعیف ساقط  
 وعارضہ دلیل مثله لو اقوی  
 منہ کما بیننا الحفظ  
 (رفع الخفاء ص ۵۵۹)  
 سید نے واضح کیا ہے۔

اے شیخ امام سیوطی کے فتوے اور روایات میں مزید ترقی عطا فرماتے اور ہم سب  
 کو بخش اپنی اور اپنے سبھی رحمۃ اللعالمین کی بارگاہ کے اوپ و تقسیم کی ترقی دے "خاری  
 اس خدمت کو قبول فرماتے اور روزِ قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھڑبھڑ  
 کے نیچے جگ عطا فرماتے۔

تلامذہ دہریں رحمۃ اللعالمین

محمد خان قادری

یوز ایسٹ ایبارک

چانچ رحمانیہ شکرانہ لاہور

۱۶ جولائی ۱۹۹۹ء بوقت مشاء

## والدین اور جنت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى 'وسلام على عباده الذين اصطفى'  
 میں نے یہ فطری دیا کہ فکر توں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 والدہ ماجدہ اہل توحید ہیں جن کا حکم جن لوگوں کا ہے جو وہ در جاہلیت میں دین حنیفی اور  
 دین ابراہیمی ہر تھے انہوں نے کبھی بت پرستی نہیں کی مگر انہوں نے جو وہیں تھیں اور  
 ان کے ساتھی میں نے یہ بھی واضح کیا کہ جس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 و سلم کی والدہ کا زہر ہو کر ایسا لگنے کا حکم ہے وہ موضوع نہیں جیسا کہ حکایہ  
 محمد میں کی ایک پوری جماعت کا موقف ہے بلکہ وہ اس ضعیف قسم کی روایت ہے جس  
 کو فضائل میں خصوصاً اس مقام پر قبول کیا جائے گا اس فطری میں جن وہ اسرار کا ذکر  
 ہے جن پر میں دلائل ذکر کرتا ہوں آپسے دلائل کا بیان ہوگا۔

اہم ابن شہابین اور روایت مذکورہ

اہم ابن شہابین نے مکمل حد کے ساتھ یہاں دیکھا، مگر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل  
 کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجام حرام پر لگیں اور پریشان ہوئے اور  
 وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طہارت اچھی کے ساتھ تمام لہذا پھر نہایت ہی  
 غرضی میں وہیں ہونے میں غرضی کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم حرام میں لگیں اور پریشان حالت میں تشریف لیا ہونے پھر آپ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالت غرضی وہیں تشریف لائے ہیں یہ کیا مسئلہ! ابراہیم۔

سالت ریس عزوجل فاحیالی میں نے اپنے رب بزرگ و بڑے سے  
 پس فرامنت ہی شہر دھا عرض کیا تو اس نے میری والدہ کو زہر  
 (الناسخ والمسنوخ ۲۳۸) لہذا وہ مجھ پر ایسا لگیں اور اس نے

ابھی وہیں کر دیا۔

## ابن جوزی کا اعتراض

شیخ ابن جوزی نے اپنی روایت کے بارے میں اہل ضرورت میں کہا جلتا ہے کہ اس میں  
 بن ہار نے کہا کہ حدیث موضوع ہے اور محمد بن زیاد (بخاری) نے نہیں اور ابو یوسف  
 یحییٰ اور محمد بن یحییٰ دونوں گھول ہیں۔ (المؤلفون: ۱۲۷۱)

## دونوں گھول نہیں

میں کہتا ہوں کہ محمد بن یحییٰ گھول نہیں، امام ذہبی نے بیرونی اور مسلم دونوں  
 میں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن یحییٰ ابو خزیمہ مسلم زہری کے بارے میں دار گھلی نے  
 کہا حوا کہ ہیں اور ابوی نے ضعیف کہا تو یہ ضعف میں صحابہ ہیں نہ کہ وضع میں  
 جس شخص کے حالات کاہوں بیان ہو اس کی حدیث درج موضوع پر نہیں ہوتی بلکہ  
 وہ ضعیف کے درجہ پر ہوتی ہے۔

ابو یوسف یحییٰ حضرت ابی گھول نہیں امام ذہبی نے بیرونی میں کہا انہوں نے  
 روایت تجزیہ سے روایت کی اس کی حدیث مستر ہوئی ہے۔  
 ابو سعید بن یونس نے انہیں نہیں کہا اور جس شخصیت کے ایسے حالات ہوں اس  
 کی حدیث مستر ہوئی ہے۔

## محمد بن زیاد کا مقام

اسی طرح محمد بن زیاد اگر وہ بخاری ہیں جیسا کہ مذکور ہے تو وہ علماء قرأت میں سے  
 اور آئمہ تعمیر میں سے ایک ہیں۔ امام ذہبی نے بیرونی میں کہا یہ ضعیف ہونے کے  
 باوجود اپنے دور کے قرأت کے استاد ہیں۔ شیخ ابو حمو دانی نے ابن کی بہت تشریح و تفسیر  
 ہے ہاں ابن سے منکر روایت ہوئی ہیں اس کے باوجود وہ اس میں مشکو نہیں کیونکہ  
 ابو خزیمہ سے یہ اور وہ اسلئے ہی ہوئی ہے۔

## حافظ محمد طبرانی طبری اور روایت

حافظ محمد طبرانی نے السیۃ میں کمال حد کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ

تعلیٰ مناس سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں اتارے اور طبیعت اسی کے مطابق وہاں قیام فرمایا پھر وہاں سے خوش و مسرور واپس لوٹے اور فرمایا۔

سالت رومی فاحشیاں اسی میں نے اپنے روپ سے عرض کیا تو اس  
فلسفہ میں تم رہا  
(خلاصہ السیرہ ص ۲۱) اعلان لائیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسی  
واپس لوٹا دیا۔

لام ذہبی نے اس حدیث کے بارے میں ابن ہادی کی تین مذکورہ حدیثوں میں سے  
کوئی ایک بھی ذکر نہیں کی بلکہ انہوں نے میزان میں کہا عبد الوہاب بن موسیٰ نے  
عبدالرحمن بن علی زہری سے حدیث ذکر کی ہے۔

ابن اللہ احبابی اسی فلسفہ میں اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو زندہ فرمایا اور  
مجھ پر اعلان لائیں۔

میں سلام کہ جس بھونے نے یہ بیان کیا کہ نہ یہ روایت ایسا روپ ہے نہ  
تہمتوں کے اس کج فریاد کے خلاف ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے حق کے  
لئے استغفار کی بہت چاہی تو بہت نہ لی۔

### روایت میں دو علتیں

کہے کہ یہ حدیث اس کج حدیث کے خلاف ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
مسلم کو زیارت کی بہت ہی تین استغفار کی بہت نہ لی۔  
الغرض انہوں نے حدیث میں دو علتوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ عبد الوہاب بن موسیٰ گھول ہیں۔

۲۔ حدیث کج کے خلاف ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عبد الوہاب لام ہانگ کے روایتوں میں صحابہ ہیں  
اور یہ حدیث انہوں نے موصوف سے ہی روایت کی ہے۔

### لام ابو بکر خطیب بغدادی

خطیب بغدادی نے جس حدیث سے روایت نقل کی ہے اس کے آخر میں ہے

عبدالوہاب بن موسیٰ نے ہلک بن انس سے انہوں نے ابو زہرہ سے انہوں نے شام بن عمرو سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبہ الوداع کے موقع پر ہمارے ساتھ مقام حجون سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت پریشان اور غمگین تھے حتیٰ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے کی وجہ سے مد چلی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچے اترے اور فریلا میرا میں رکاوٹیں نے لونت کے پلو کے ساتھ ٹک گا لی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر وہیں ٹھہرے رہے پھر وہیں لوٹے تو نہایت خوش تھے میں نے عرض کیا میرے مہی باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مد رہے تھے جس کی وجہ سے میں بھی مد چلی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت خوش و فرم وہیں لوٹے یہ کیا معاملہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ذهبت بقبراس فسألت اللہ ان یحبہا فاحیایا فانست ہی اللہ تعالیٰ سے ان کے زندہ کرنے کے لئے اور نہا اللہ تعالیٰ

بارے میں عرض کیا انہوں نے انہیں زندہ

(السابق واللاحق ۱۱۷۱) فریلا اور مد گھر پر لکھا لائیں۔

اس حدیث سے اسے دار تھنی نے قرائب ہلک میں ذکر کیا اور کہا پائل ہے ابن مساکر نے بھی قرائب ہلک میں ذکر کیا اور کہا منکر ہے ابن ہزلی نے بھی اسے ابو نعیم نے ذکر کیا لیکن اس کے راویوں پر کلام نہ کیا اسی نے بیرونی میں کہا علی بن یوسف ابو القاسم انہی نے ابن یحییٰ زہری سے روایت کیا ابو سعوف نے ابن یحییٰ زہری سے روایت کیا ہے۔ کہ یہ عبدالوہاب بن موسیٰ ہی ہیں جنہیں ابو نعیم زہری کہا جاتا ہے۔ ظہیر بغدادی نے انہیں امام ہلک کے راویوں میں ذکر کرتے ہوئے ان سے امام ہلک کے حوالے سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ سعید بن حکم نے ابن ابی مریم مصری سے انہیں عبدالوہاب بن موسیٰ زہری نے

انہیں ہانگ نے انہیں عبداللہ بن رباح نے انہیں سعد مولى عمر بن خطاب نے بیان کیا کہ حضرت کعب الاحبار نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا میں نے کتب الہی میں پڑھا کہ تم جنم کے روزانے پر کوزے لوگوں کو اس میں گرنے سے منع کر رہے ہو تو اب تم فوت ہو جاؤ تو لوگ قیامت تک اس میں گرتے رہیں گے یہ اثر امام ہانگ سے سمجھا ہے۔ اسے ابن سعد نے بھی طبقات میں من بن یحییٰ سے انہوں نے امام ہانگ سے حد کے ساتھ ذکر کیا اور دونوں کا سن ایک ہی ہے تو امام ہانگ سے سمجھا روایت کرنے کی وجہ سے عبدالوہاب کی دوسری روایت میں برسات فتح ہو گئی تو اب عبدالوہاب سے روایت ابن واسطہ سے ہے

۱۔ عبدالوہاب عن ہانگ عن ابی الزبیر عن ہشام

۲۔ عن ابی الزبیر عن ابی الزبیر عن ہشام

یعنی ایک میں تحصیل ہے جبکہ دوسری میں نہیں۔

### ذکر کورہ روایت میں اختلاف

اس حد سے روایت میں یہ اختلاف بھی ہے کہ یہ واقعہ جنت الوداع کا ہے تو اس سے دوسرے اعتراض کا جواب آیا کہ یہ حدیث استقصار کے معنی ہے۔ کیونکہ روایت کا واقعہ حج تک کے سال کا ہے جیسا کہ حدیث بیروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے اور یہ زعمہ ہو کر ایمان والے واقعہ سے دو سال پہلے کی بات ہے کیا وجہ ہے کہ امام ابن شاپین نے اس روایت کو اپنی کتاب (الاصحاح والنسوخ ص ۲۸۳) میں ذکر کیا اور حدیث زیارت و استقصار کو پہلے ذکر کیا اور اسے منسوخ اور بعد میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر کے اسے باطل قرار دیا اور یہ نسبت ہی خواہ صورت اور روشن عمل ہے۔

### امام قرظی کی تائید

امام قرظی نے بھی اس کی اتباع کرتے ہوئے الحدیث میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ بکھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی



وسلم کے والدین ذمہ ہو کر اعلان لائے اور فرمایا ان روایات میں کوئی تضاد نہیں  
کیونکہ ذمہ ہو کر اعلان لانا اشتہار کے معاملہ کے بعد کا ہے اس پر سیدہ عائشہ رضی  
لہ تعالیٰ عنہا سے سواری چند امور اور اہل حدیث شلبہ ہے۔ اسی طرح امام ابن شاپین  
نے اسے ذکر روایت کے لئے صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن شاپین نے حد کے ساتھ یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے بھی ذکر کی کہ عیالک کے بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے  
اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری والدہ بیٹی مسلمانہ تو اڑھنی ہیں  
اس نے دور چھوٹ میں ہنسی کو ذمہ دہ کر کے کہا تمہاری ماں کہاں ہے؟ فرمایا تمہاری ماں  
اگ میں ہے ان دونوں پر یہ بات فضیلت خلق کبریٰ ہے وہ اٹھ کر چلے گئے تو آپ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلب کیا اور فرمایا میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ  
ہے ایک سائق نے کہا یہ اپنی ماں کو نہیں پچاسکا جیسا کہ عیالک کے بیٹے اپنی ماں کو  
نہیں پچاسکے۔ تو ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش  
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدین کا معاملہ اور ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا

سالنہما ریس فیعطینی	میں نے اپنے رب سے ان کے ہارے
فیہما ونس لقسام المقام	میں عرض کیا تو مجھے ان کے ہارے میں
المحمود (مسندک ۱۰۰)	مٹا کیا گیا اور میں حاکم محمود پر قیام کیاں

### شعبہ فوائد

امام حاکم نے مسندک میں اسے ذکر کیا اور صحیح کہا اس حدیث میں شعبہ فوائد

ہیں۔

۱۔ میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حضور والدین کے لئے دعا سے  
پہلے کی بات ہے۔

۲۔ ضرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہارے میں لکھ عطا کر دیا جو اس (آزمہ ہو کر ایمان لانے) کے امکان پر مشکوہ ہے۔

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اس ہارے کے ہارے کے قائل تھے اور وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا یہ گھنٹا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص میں سے ہے۔

### والدین کے لئے بطریق اولیٰ

ابن سعد نے طبقات میں خود کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 اتر جو لاہیں طالب؟  
 ابو طالب کے ہارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امید رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا

کمل الخیر لرجو من رسی  
 میں اپنے دہ سے تم خیر کا امیدوار  
 ہوں۔ (صحیح مسلم)

یاد رہے یہ امیدداری ابو طالب کے ہارے میں ہے جنہوں نے دعوت اسلام پائی،  
 نہیں یہ اسلام پیش کیا گیا مگر انہوں نے نکل کر دیا۔

فلا یویہ لولی  
 تو یہ امیدداری والدین کے حوالے سے تو بطریق اولیٰ ہوتی  
 ہے۔

### ایک اور روایت

ام سلمہ نے عرض کیا میں خود کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سَلِّ رَمَهُ لَنْ يَحْيِيَهُ لَبُوبَهُ      اپنے رب سے ان کے زہی کرنے کے  
 فاحشاً فاعلم انہ فاعلمنا به ثم      ہمارے میں عرض کیا تو اس نے انہیں  
 لعنا لہما      زہی فرما دیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم پر لعن لائے اور انہیں پھر موت  
 دی۔

اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اس کی رحمت و قدرت کے سامنے کوئی رکھوت  
 نہیں اور اس کے ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لائق ہیں کہ وہ انہیں جس فضل و  
 انعام سے چاہے مخصوص فرماوے۔ (الروض المصنوع ص ۱۰۰)  
 ابن وحید کے دلائل

لام قرطبی لکھتے ہیں حافظ ابو خطاب عمر بن وحید نے کہا کہ حدیث اعیان و الصیرین  
 موضوع ہے اور اس کی تردید قرآن کریم اور اہل علم بھی کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد  
 ہے۔

وَالَّذِينَ يَمُونُ بِوَهْمٍ كَفَرٍ      اور نہ وہ لوگ جو کفر کی حالت میں فوت  
 (النساء: ۱۵)      ہوئے۔  
 یہ بھی ارشاد مبارک ہے۔  
 فِيمَتٍ وَهُوَ كَافِرٍ      یہ فوت ہوا وہ حالت کفر میں تھا۔  
 (البقرہ: ۱۷۷)

تو جو شخص کفر، مراءے لوٹ کر ایمان لانے سے منع نہیں ہو سکتا اگر کوئی بوقت  
 موت فرشتوں وغیرہ کو دیکھ کر ایمان لے آتا ہے تو اس کا ایمان صحیح نہیں دے سکتا  
 لوگ کے بعد ایمان کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟  
 اس طرح تعمیر میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت میں  
 مرض کی سہولت و صیرین کا معاملہ کیا ہے؟ تو یہ آیت قابل ہوئی۔

ولانسٹل عن اصحابہ صحابہ وانشاء کے بارے میں تم سے  
الجحیم (البتدرہ: ۱۰۱) نہیں پوچھا جائے گا۔

### ابن وحید کا رد

اہم قرطبی فرماتے ہیں جو کچھ ابن وحید نے کہا یہ سب کچھ نظر ہے کیونکہ حضور  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات عالیہ اور خصائص وفضائل میں وصل تک مسلسل  
انفرادی رہا تو یہ زندہ ہو کر ایمان لانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و  
خصائص میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نوازا اور  
والدین کا زندہ ہو کر ایمان نہ تو عقلاً ممکن ہے اور نہ شرعاً۔ قرآن مجید میں ہے کہ نبی  
اسرائیل کے مشعل نے زندہ ہو کر اپنے جہنم کی خبر دی اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام کے ہاتھوں موت سے زندہ ہونے کی خبر دی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
ہاتھوں موتوں کی ایک جماعت زندہ ہوئی۔

جب یہ تمام ثابت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت و کرامت اور  
صفت کے انفرادی کے پیش نظر والدین کے زندہ ہو کر ایمان لانے سے کون سی شی مانع  
جدا کر پھر انکا حدیث میں اس کا ذکر نہیں موجود ہے۔ جو کچھ ابن وحید نے کہا وہ تو  
ابن کا حکم ہے جو حالت کفر، فوت ہوا ہے۔

باقی ان کا یہ کہنا کہ جو شخص حالت کفر، فوت ہوا تو ایسی حدیث کی بنا پر موجود  
ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سورج نوا  
دیا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوا کی اہم غلطی نے اسے ذکر  
کر کے کہا یہ حدیث جہت ہے۔ اگر صحیح شخص تابع نہ ہو تا اور نہ ہی وقت نوا تو اسے  
لوانے کا اندازہ کیا؟ یہی مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا ہے کہ اللہ  
تعالیٰ نے ان کے لئے وقت نوا دیا۔

## حضرت یونس کی قوم کا ایمان

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم دیکھنے قبل حکم کے مطابق ان کا ایمان اور توبہ اس وقت قبول ہوا جب وہ طاب میں گھر چکے تھے۔ اور قرآن کا ظاہر بھی اسی قول کی تائید کر رہا ہے۔

### آیت کا صحیح مفہوم

یہ آیت مبارکہ کا مطلب تو اس میں ہے ایمان لانے سے پہلے طاب کا تذکرہ ہے

(تذکرہ ص ۱۰۷)

یہ آیت کہتا ہوں لام قرظی کہ جو شخص جس سے وقت لوٹے ہر استدلال بہت ہی خوب ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نذاری کو انجلی کا حکم لگایا اور نہ رجوع میں کیا لانگو دیکھو کہ کھانا تو خوب کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔

### ایک اور واضح استدلال

لیکن میرے سامنے اس سے بھی زیادہ واضح استدلال ہے کہ اصحاب کف آخری دور میں انہیں گے بچ کریں گے اور مزید شرف پانے کے لئے اس امت میں شامل ہونگے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

اصحاب الکفیف اعوان اصحاب کف لام مدی کے سلطان  
المہدی ہونگے۔

اسے ابن مہدی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا۔

تپ نے دیکھا موت کے بعد اصحاب کف کے عمل کا اعتبار کیا جا رہا ہے تو اس میں کون سی بدعت والی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے لئے ایک عر مشرور فرمائی پھر انہیں مشرورہ وقت سے پہلے موت دی ہی پھر انہیں جبراً موت پورے کرنے کے لئے زندہ فرمایا اور ان میں وہ ایمان لانے تو اس ایمان کا اعتبار کیا جائے گا۔

دوسرا میں مدت حاصل کی تاخیر میں حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ ان تمام کلمات و  
لفظوں پر ایمان لائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے جیسا  
کہ اصحاب کلمہ کی موت میں تاخیر کا سبب یہی ہے کہ اس امت میں شمولیت کا درجہ بڑا  
تھیں۔

### یہ قرآن کے خلاف نہیں

ابن ابی کثیر کہ یہ حدیث ظاہر قرآن کے خلاف ہے محدثین کے طریقہ پر  
نہیں، حافظ ابو الفضل بن عابدی نے تفسیر میں کما غلاری کی اسراء کے بارے  
میں روایت کو ابن حزم نے اس لئے موضوع قرار دیا کہ وہ اسراء کے بارے میں دیگر  
حدیث صحیح کے خلاف ہے۔ پھر اس کا رد کرتے ہوئے کہا کہ ابن حزم اگرچہ مختلف  
علوم میں امام ہیں مگر انہوں نے تحلیل حدیث میں حفاظ حدیث کا طریقہ اختیار نہیں کیا،  
حفاظ نے حدیث میں سند کے اعتبار سے طبع لائے ہیں جو اس کے لئے بیڑمی کا درجہ  
رکھتی ہے۔ لیکن انہوں نے طبع لفظ کی بنا پر ذکر کی ہے۔

### یہ حدیث حجت نہیں

دہی وہ حدیث جس میں اس بیچ کا تذکرہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا میرے دشمنوں کا کیا صل ہے؟ تو یہ صحیح و ضعیف ہے لہذا اس سے استدلال  
درست نہیں۔

### ابن سید الناس کی رائے

حافظ شیخ الحدیث ابن سید الناس حبیہ میں ابن اسماعیل کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ  
حضرت ابو طالب موت کے وقت اسلام لے آئے تھے۔ اس کے بعد گھنٹے ہیں یہ بھی  
سہوی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبد اللہ اور آپ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب بھی ایمان لائے ہیں انہیں اللہ  
تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور انکی  
اسی روایت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبد المطلب کے بارے میں بھی ہے

پھر لکھا یہ مذکورہ روایت اس حدیث کے خلاف ہے جسے امام ابو نے حضرت روایت  
 نقلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 میری والدہ کہاں ہے؟ فرمایا میری والدہ آگ میں ہے۔ میں نے عرض کیا آپ کے ساتھ  
 اہل کہاں ہیں؟ فرمایا تو عرض نہیں کہ میری والدہ میری والدہ کے ساتھ ہو؟

پھر لکھتے ہیں بعض اہل علم نے ان روایات میں یہاں موافقت یہاں کی ہے کہ  
 روایات مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات عالیہ اور مقامات میں وصل تک ترقی  
 و اضافہ ہوا، ہاں تو ممکن ہے یہ درجہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد میں حاصل ہوا  
 اور پہلے نہ تھا تو ذمہ ہو کر ایمان لانا وہ سری احادیث کے بعد ہوا لہذا ان میں کوئی  
 تضاد نہیں۔  
 (ایمان کا زہر ص ۳۳۰)

### حافظ ابن حجر کی تحقیقی مہنگو

میں کہتا ہوں میری یہ تمام مہنگو حدیث پر اس وقت تھی جب میں اس پر کسی  
 دوسرے کے کلام سے آگاہ نہیں تھا۔ پھر میں نے ابن المیرزا کو امام السنن ابو الفضل  
 ابن حجر کا ملاحظہ کیا تو میں نے عبد الوہاب کے حالات میں یہ مہارت پائی اسی کہتا ہوں  
 ذہبی نے اس جگہ عن کی جاہ کلام کیا اور اس حدیث کو ختم کرنے سے سکت اختیار  
 کیا اور دار تلمیذی نے غرائب بلک میں کہا امام بلک سے انہوں نے ابو زہرہ سے انہوں  
 نے ہشام سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سیدہ عائشہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو وہ احادیث روایت کی ہیں۔ وہ منکر اور باطل ہیں پھر انہوں  
 نے اس حدیث کو بطریق علی بن ابو کہبیس عن ابی خزیمہ روایت کر کے کہا یہ بلک پر  
 کذب ہے یہ سارا بڑا بڑا غزبہ پر ہے۔ اس میں بھروسہ نہ خود ہے۔ یا اس سے روایت  
 کرنے والا اور عبد الوہاب بن سوئی میں کوئی حرج نہیں۔

پھر حافظ ابن حجر نے فرمایا ابن جوزی نے الترمذیوں میں زاہد عمری روایت سے ان  
 سے علی بن ابو کہبیس نے ان سے محمد بن یحییٰ ابو خزیمہ زہری نے ان سے  
 عبد الوہاب بن سوئی نے حدیث نقل کی پھر انہوں نے ایک اور سند کا ذکر کرتے ہوئے

اس میں احمد بن حسن خصال طبر کے بارے میں کہا وہ کہتے ہیں احمد بن یحییٰ نے  
 ان سے احمد بن یحییٰ نے اور انہوں نے عبد الوہاب سے بیان کیا پھر گھسا ابن جوزی  
 کہتے ہیں خصال ثقہ نہیں احمد بن یحییٰ اور احمد بن یحییٰ وہ دونوں مجهول ہیں۔  
 حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں ان کا قول "علی بن یحییٰ کہیں" تو ان کی موافقت  
 میں ابن مساکر نے یہ حدیث طریحا ذکر کی ہے جیسا کہ عربی تاریخ کے حالات میں کہا  
 ہے۔ دار قطنی نے ان کے واقعہ کا نام احمد بن یحییٰ کیا ہے۔

### احمد بن یحییٰ مجهول نہیں

احمد بن یحییٰ مجهول نہیں بلکہ وہ معروف ہیں ابو سعید بن یونس کی تصنیف میں ان  
 کے مورخ حالات آئے ہیں دار قطنی نے ان پر وضع کا الزام لگایا ہے۔ اور یہ ابو خزیمہ  
 بن یحییٰ زہری ہیں ان کا سزا اپنے مقام پر آئے گ۔

### احمد بن یحییٰ کون ہے؟

احمد بن یحییٰ کے بارے میں خصال کے ذریعے بھی کچھ فقہاء نہیں جانتے تھے۔  
 ان کے ہند میں احمد بن یحییٰ ہم کی پوری جماعت ہے۔ اس ہند کے سب سے  
 زیادہ قریب محسوس ہوتے ہیں وہ احمد بن یحییٰ بن زکریا ہیں کیونکہ وہ مصری ہیں  
 اور علی کہیں بھی مصری ہیں جیسا کہ امام دار قطنی نے کہا ہے۔

### عبد الوہاب بن موسیٰ رواتو مالک سے ہیں

ظہیب نے زہری سے عبد الوہاب بن موسیٰ کو امام مالک کے رواتوں سے ذکر کیا اور  
 کہا ان کی کیفیت ابو الوہاب سے اور انہوں نے بطریق سعید بن ابی مریم ان سے امام مالک  
 ان سے عبد اللہ بن وہاب نے ایک اثر سوقوف ذکر کیا جس میں حضرت عمر سے حضرت  
 کعب الاحمد کی منگھ ہے پھر کہا اس میں یہ منقول ہیں لیکن ان پر کوئی تصحیح ذکر نہیں  
 کی۔ اسے دار قطنی نے فرات بن مالک میں ذکر کے کہا یہ مالک سے ہجرت کے ساتھ ہجرت



ابن خزلی نے اپنے استاد شیخ محمد بن ناصر سے نقل کیا کہ یہ حدیث (امیاء والدین) موضوع ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر فوراً مقام اہواہ میں ہے، جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے لیکن ابو خزلی کا خیال ہے کہ وہ مقام حیران ہے ہے تو ابن خزلی نے اسے موضوع کہا اور یہ بھی کہا کہ یہ اس حدیث مجددہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہے جسے ابن خزلی نے کتب اہل بیت میں ذکر کیا۔  
محمد بن ربیع کے حالات اور عبد الوہاب بن موسیٰ سے مروی حدیث ابو خزلیہ پر مزید تنقیح کے لیے وہ تھکے حتیٰ جو اہل بیت میں عبد الوہاب کے حالات میں حدیث ابن بکر نے کی۔

### امیر بن یحییٰ ممتاز ہیں

حافظ ابن بکر کا یہ فرمایا کہ امیر بن یحییٰ فضیل کنعنی سے بھی واضح نہیں ہوئے اس پر یہ اعتراض ہے کہ اس حد سے ممتاز ہو جانتے ہیں جیسے امام ابن شامیہ نے اثناعشر والسنہ میں ذکر کیا کیونکہ انہوں نے واضح طور پر انہیں صحابی کہا ہے۔

### ابو خزلیہ کا اعتراف

امام العسقلانی میں ابو خزلیہ کے حالات میں ہے کہ یہ ابو خزلیہ صغیر ذہبی ہیں۔ مس میں سکونت پانچ تھے ان سے پوری جماعت نے حدیث لاء سعید بن یونس نے انہیں اہل سمر میں نگر کیا اور کہا کہ محمد بن یحییٰ بن محمد بن عبد الوہاب بن محمد بن عبد الرحمن بن عوف ابو جوف ابو جوف ابو خزلیہ ابن کا لقب ابو خزلیہ حنفی مس آئے ان کی دو کنیتیں ہیں ان سے روایت لینے والی میں یہ ہیں 'اصحاب بن ابراہیم کانس' ذکر کیا بن یحییٰ ثغری 'سل بن سواد عاقلی' محمد بن شہاب اور محمد بن عبد الوہاب بن حکیم ان کا وصال بخاندوقہ کے دن ۲۵۸ھ میں ہوا (ابن ابی عمیر ۲۲۷)۔

دار تقنی نے قرائب ملک میں کہا کہ میں ابو بکر فضیل مصری نے انہیں محمد بن عبد الوہاب بن حکیم نے مس میں انہیں ابو خزلیہ محمد بن یحییٰ ذہبی نے انہیں عبد الوہاب بن ابی سے اپنے آپ کو پہلا

موسیٰ انہیں ملک نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سعید بن سبب نے انہیں عبد الوہاب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ علیہ السلام نے انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا اور پھر فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار چیزیں ہیں سبت لے گئے، دار تقنی نے کہا یہ روایت نہ ذہبی سے ثابت اور نہ ہی ملک سے اور یہ ابو خزلیہ صحیحی ہیں جو صحیح الحدیث ہیں۔

پھر ابن ربیع نے علی بن ابی نعل کیا اور کہا وہ حدیث تھی۔ ہمیں ابو خزلیہ محمد بن یحییٰ نے بیان کیا انہیں ابو جعفر عبد الوہاب بن موسیٰ نے اس حد سے حضرت عبد الوہاب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا کہ وہاں شرعاً ہوتا ہے یا تھکے اور کہا کہ یہ ملک سے حدیث کے ساتھ ثابت ہے۔ اور نہ ذہبی سے اس میں کوئی فرق ہے۔

### ابو خزلیہ کبیر

دوسرے ابو خزلیہ کبیر تو وہ محمد بن موسیٰ انصاری مدنی تھائی ہیں وہ امام مالک اور شعبی بن یسکان کے شاگرد ہیں اور ان کے حلقہ 'ابراہیم بن منذر' ذہبی بن بکر' محمد بن محمد بن کبیر اور پوری جماعت سے انہیں امام بخاری' ابن حبان' ابن حاکم' معقلی اور ابن عدی نے ضعیف قرار دیا جبکہ حاکم نے ابن کبیر کی تصدیق کی ۴۰۰ھ میں ان کا وصال ہوا۔

### علی بن ابی عبد الوہاب کا اعتراف

علی بن ابی عبد الوہاب 'مصری' ہیں یہ قسم ہیں انہوں نے ابو خزلیہ سے انہوں نے عبد الوہاب بن موسیٰ سے انہوں نے مالک سے انہوں نے ابو زہرہ سے انہوں نے جعفر بن عوفہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سعید عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ اہدیت روایت کی ہیں۔

ہم محدث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حج کے حوق پر اپنی والدہ سعیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے گزرتے تو

سوتلی امیں ہانگ نے امیں ابن شہاب نے امیں سعید بن سہب نے امیں عبد اللہ  
بن مرد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ علیہ السلام نے انہوں  
نے ایک واقعہ بیان کیا اور پھر فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار بیٹوں  
میں بہت بے تکلف وار تھے انہی نے کہا یہ روایت نہ ذہری سے ثابت اور نہ ہی ہانگ  
سے اور یہ ابو خزیمہ صغیری ہیں جو منکر الحدیث ہیں۔

پھر بطریق علی بن ابو نعل کیا اور کہا وہ ثقہ تھے۔ ہمیں ابو خزیمہ محمد بن یحییٰ  
نے بیان کیا انہیں ابو ہاشم عبد الوہاب بن سوتلی نے اس سند سے حضرت عبد اللہ بن  
مرد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا کہ وہاں شریف ہو آئے ہے یا تمہارا اور کہا نہ یہ ہانگ  
سے صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور نہ ذہری سے اس میں ابو خزیمہ ہی ہے۔

### ابو خزیمہ کبیر

دسواں خزیمہ کبیر تو وہ محمد بن سوتلی انصاری علی کا بیٹا ہیں وہ امام ہانگ اور علی بن  
سیدان کے شاگرد ہیں اور ان کے تلامذہ 'ابراہیم بن منذر' 'نہدی بن یزید' 'عمر بن محمد بن  
علی اور 'ہری بن عاصم' سے انہیں امام بخاری 'ابن جہان' ابو حاتم' 'عقلی اور ابن عری  
نے سیف قرار دیا جبکہ امام نے ابن کی توثیق کی ۳۰۷ میں ابن کا رد عمل ہوا۔

### علی بن ابوہریرہ کا تعارف

علی بن ابوہریرہ کعبی 'مصری ہیں' یہ شہم ہیں انہوں نے ابو خزیمہ سے انہوں نے  
ابو ہریرہ بن سوتلی سے انہوں نے ہانگ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے ہشام  
بن عیوب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ  
اصحاح روایت کی ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ علیہ السلام ہجرت کے موقع پر اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا کے پاس سے گزرے تو

ضگ اللہ عزوجل فاحبہا      تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو نے انہیں ذی  
 فلتت بہ فریہا لیس حفر نہا      کیا اور وہ آپ پر لگان لائیں پھر اللہ  
 (السنن المیزان ۶۲)      تعالیٰ نے انہیں واپس فرمایا۔

سہاس نہ کے ساتھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم      بیت اللہ کے لئے تھی  
 حالت میں پھر اٹھا لگا کر رہے تھے تو جبرائیل و میکائیل علیہ السلام آئے انہوں نے  
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سزا دے کر اللہ تعالیٰ کے پیار کی وجہ سے آپ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پھر اٹھا کر لے لگے۔ (سنن ابی یوسف ۲۰۳)

دار قطنی کہتے ہیں یہ دونوں سندیں اور متن پہلی ہیں 'بھارت من ہشام من ابی  
 من مائیکہ کی سند سے کوئی شے ثابت نہیں یہ امام مالک پر کذاب ہے اور اس کا نام  
 بوجہ ہونے پر ہے من پر وضع کا اہتمام ہے یا من سے روایت کرنے والے پر لیکن  
 عبد الوہاب بن سنی پر کوئی ظن نہیں۔

علی بن ابی بکیر کے ہارے میں بیڑوں سے یہ قول "کہ مہوف نہیں" نقل کر  
 کے کہا میں کتابوں دار قطنی نے اسے مہوف قرار دیتے ہوئے من کا نام علی بن ابی  
 بیان کیا مگر بن ربیع بن سلیمان ابی طالب شیب کے حالات میں ذہبی کا یہ قول "فراٹ  
 نے تاریخ میں ذکر کیا اور کذاب قرار دیا" ذکر کرنے کے بعد کہا دار قطنی نے انہیں  
 فراٹ مالک میں ضعیف کہا مسلم بن حاتم نے کہا ان میں بکہ لوگوں نے کلام کیا ہے  
 اور بکہ نے انہیں لٹہ کہا اور یہ کثیر تھرت ہے ۳۳۰ میں من کا معنی وصل ہوا۔  
 (سنن ابی یوسف ۲۰۳)

ابن مساکر نے سند کے ساتھ بیڑ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہارے ساتھ جتہ اللوات کے ساتھ حج فرمایا پھر  
 بطریق ظہیب ساری حدیث بیان کی۔

ابن مساکر کہتے ہیں یہ حدیث عبد الوہاب بن سنی زہری علی کے حوالے سے لایا

ہلک سے نگر ہے۔ کعبی ہلک ہے، حلیبی صاحب قرآن مجید من ہشام  
روایت میں صوف نہیں، ہشام نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں پایا شاید  
من ابنہ کا نقل کعبی سے رو کیا۔

حافظ ابن جریر کہتے ہیں انہوں نے عمر بن ربیع اور علی بن محمد بن یحییٰ کے  
بارے میں یہ کہہ نہیں سکتا کہ کعبی و فیما سے من کا نقل اس حدیث سے زیادہ  
ہے باقی عبد الوہاب بن موسیٰ کے بارے میں پیچھے گزر چکا اور اس میں "من ابنہ" کا نقل  
جوت ہے اور من کا اسے مذکورہ سند میں حافظ قرآن بنا درست ہے۔ یہ تمام وہ منکر  
ہے جو حافظ ابن جریر نے لسان الیزان میں اس حدیث اور اس کے راویوں کے بارے  
میں کی ہے۔ ہم اس تمام اور سبب منکر سے یہی افکار ہوتا ہے کہ حدیث حلیبی طور  
پر موضوع نہیں اور اس کی وجہ واضح ہے۔ کہ اس کے تمام راویوں میں ایسا کوئی راوی  
نہیں جس کی جمع پر تمام محدثین متفق ہوں کیونکہ حدیث کا مدار صحیح فریہ من  
عبد الوہاب" پر ہے اور عبد الوہاب کی دار نقلی نے وہ تمام پر توشیح کی ہے ایک مقام پر  
کہا وہ نقل ہیں دوسرے مقام پر کہا من پر کوئی علم نہیں، حافظ ابن جریر نے من کی توشیح  
کو قائم و ثابت رکھا اور کعبی سے بھی من کے بارے میں کوئی جمع متحمل نہیں۔  
باقی من کے اور باہر راوی ہیں مثلاً امام مالک نے من کی جہالت علمی کی بنا پر من کے  
بارے میں کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ ہشام اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے  
درمیان عہدہ کا سلسلہ ہونا تو دوسری سند میں وہ ثابت ہیں۔

ابو فریہ کے بارے میں دار نقلی نے کہا منکر الحدیث ہیں ابن جریر نے کہا ہلک ہیں۔ ابن  
جریر نے تو من کے عہد جہالت قرآن کے بعد جہالت سے تو وہ نکل گئے۔  
اب کعبی کے بارے میں اکثر کہا گیا ہے۔ منکر تو صوف ہیں۔  
اب عمر بن ربیع کے بارے میں سب سے قاسم نے محدثین سے توشیح نقل کی ہے اور  
کہا یہ کثیر الحدیث ہیں۔

تو اصل حدیث کے مطابق یہ سند اس قہار سے ضعیف تھی نہ کہ موضوع اور

یہ موضوع کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے متابیح موجود ہے جو اس سے بھی عموماً ہے اور وہ محدث احمد بن یحییٰ حنفی کا ابو خزیمہ سے روایت کیا ہے طریق اس حوالے سے عموماً ہے کیونکہ طریق کعبی میں ایسے راوی ہیں جن پر مسلسل کام ہے مثلاً حلیسی 'سرخین' راجع اور کعبی 'سرخین' حنفی کو صرف قبول کیا گیا ہے اور وہ بھی اس وقت جب احمد بن یحییٰ پر انکار کر لیا گیا یعنی جب اس کے ساتھ حنفی کہہ دیا جائے تو جہالت از خود ناسخ ہو جاتی ہے) اور وہ صحابہ ہوں گے اور اگر اس کو یحییٰ (ازمہ) کہا گیا ہے تو کوئی بات نہیں کیونکہ یہ لفظ تو قبول پر دلالت کرتے ہیں اور ایسے شخص ہی کی حدیث حسن کے درجہ پر ہوتی ہے جبکہ اس کا تعلق ہو 'اگر یہ روایت میں شذوذ نہ ہوتے تو مذکورہ حدیث کو حسن کہہ دیتا۔ اب حدیث افزا ابو خزیمہ میں سے ہے اور اس کا دار بھی انہیں ہے۔

### ابن عساکر کی تائید

ابن عساکر کا اس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ حدیث منکر صحیحی بات ہے جہت ہے کہ یہ ضعیف ہے موضوع نہیں کیونکہ منکر ضعیف کی قسم ہے اس کے اور موضوع کے درمیان فرق واضح ہے جیسا کہ اصول حدیث میں مہرف ہے۔

### اقوی اور مستدر قول

اس حدیث کے بارے میں سب سے قوی اور مستدر قول ابن عساکر کا ہے کیونکہ ابو خزیمہ کی روایت ہے تصحیح کیا جاتا ہے کہ یہ منکر لحدیث ہے تو جس حدیث میں یہ منکر ہو گئے وہ منکر کہلائے گی کیونکہ منکر اس روایت کو کہا جاتا ہے جس میں ضعیف راوی نہ کی روایت کی مخالفت کرے۔ اس حدیث کا حل بھی یہی ہے اگر اسے ہم احادیث زیارات وغیرہ کے خلاف مان لیں۔ اور اگر مخالفت کے بجائے موافقت مان لیں تو یہ صرف ضعیف ہو گی اور اس کا درجہ منکر سے لوہے اور اس سے بہتر نقل استدلال ہو گی اور جو منکر سے مرتبہ کے اعتبار سے کم ہو گی اس کا حل بھی اس سے کم ہو گا اور یہ

متروک کا مرتبہ ہے اور متروک حدیث ضعیف کی قسم ہوتی ہے وہ بھی موضوع میں ہوتی۔

## فصل

### حدیث کے تمام طرق میں علت ہے

اس حدیث زیادت پر اسی نے صحت کا حکم جاری کیا ہے اس کی تخریج آگے سے  
 نے میں کی گئی ہے ماکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم امر نے  
 حضرت بروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طریق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے نقل کیا ہے۔ ساتھ ابن جریر نے شرح بخاری میں اس طرف اشارہ کیا ہے جن  
 لوگوں نے اسے صحیح کہا ہے ان کا مقصد صحیح لڑا ہے بلکہ بعض اس حد کے اعتبار  
 سے ہے۔ میں نے اس حدیث کے تمام طرق پر غور کیا تو میں نے ان تمام کو مطول  
 (طول والے) پایا۔

### حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم ماکم نے بطریق صحیح میں  
 اپنی ان سے سہولت نے ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرستان میں تشریف فرما ہوئے ہم بھی ساتھ تھے۔  
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا پھر مجھ کو اور کی طرف بڑھے حتی  
 کہ ایک قبر پہنچ کر طویل دعا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے تو ہم نے آپ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روئے دکھایا۔ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
 روئے کی وجہ سے رو پڑے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف  
 لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 آپ کس لئے رو رہے ہیں؟ ہم بھی اس پر پہچان ہو کر رو پڑے آپ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم ہمارے لئے تشریف لائے اور فرمایا میرے روئے کی وجہ سے تم پہچان

ہوئے؟ عرض کیا ہیں فرمایا جس قبر پر میں نے مہلات کی وہ آسمان بنت وحب کی قبر تھی میں نے اپنے رب سے ان کی زیارت قبر کی مہلات پہنچی تو اس نے مہلات دی دی پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کی بخشش کی دعا مہلات پہنچی تو مجھے مہلات نہ ملی اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ  
بِأَسْمَائِهِمْ وَلَا أَهْلِهِمْ وَلَا مَنْ هَلَكَ عَلَىٰ سُنَّتِ الْمُشْرِكِينَ وَلَا الْمُشْرِكِينَ  
بِأَسْمَائِهِمْ وَلَا أَهْلِهِمْ وَلَا مَنْ هَلَكَ عَلَىٰ سُنَّتِ الْمُشْرِكِينَ وَلَا الْمُشْرِكِينَ

(المائدہ: ۳۴)

(التوبہ: ۳۴)

### حدیث میں پہلی طلت

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے (جی نے فقہ میں اس کا رد کیا اور کہا صحیح بنی پانی کو ابن مسین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تو یہ طلت جو اس روایت کی صحت میں رکھت ہے۔ ذہبی یہ قہر ہے کہ انہوں نے میزبان میں امام کی صحیح پر اٹھ کر تے ہوئے اسے کیسے صحیح قرار دے دیا فقہ مصدق میں خود اس کی خلافت کی ہے۔  
(مجموع ۲۷۷۲)

### حدیث میں دوسری طلت

اس حدیث میں دوسری طلت یہ ہے کہ یہ ان مہلات کے خلاف ہے جو صحیح البخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ مذکورہ آیت مبارکہ جو طالع کی سورت پر نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تھی جس سے منع کیا گیا ہے۔ اس بارے میں ترمذی و صحیح دیگر روایات بھی ہیں کہ لکھن کے بارے میں نازل ہوئی جو تصدق کے خلاف ہے اگر ذہبی حدیث امیہ والدین کو اس حدیث کی بنا پر نہیں مانتے تو اس حدیث (جس کو صحیح کہہ رہے ہیں) کو بھی ایسی احادیث رد کر رہی ہیں جن کی صحت جتنی ہے اور وہ صحیح البخاری و صحیح مسلم کی ہیں۔

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

طریق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وکرمہ وسلم جب فرمودہ تموک سے واپس تشریف لارہے تھے تو عثمان کی کھٹی سے اتر کر آپ صلی اللہ علیہ وکرمہ وسلم والدہ کی قبر پر حاضر ہوئے آگے تمام روایت وہی ہے مگر اور بیان ہوئی تھی تو اس میں بھی وہ دونوں ملتی ہیں۔

۱۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۲۔ یہ احادیث مجرم کے خلاف ہے۔

### ۳۔ روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد اور ابن شاپر نے نقل کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وکرمہ وسلم نے مکہ حج فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وکرمہ وسلم ایک قبر پر تشریف فرما ہوئے باقی احادیث روایت ہی ہیں۔

ابن جریر نے ایک اور سند سے اس ذکر کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وکرمہ وسلم مکہ تشریف لائے اور اپنی والدہ کی قبر پر گزرتے رہے حتیٰ کہ سورج گرم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وکرمہ وسلم سیدار تھے کے کھن مل جانے کا اور آپ صلی اللہ علیہ وکرمہ وسلم اشتداد گرمی کے تو سبقت آیت نقل ہوئی اس حدیث میں بھی ملتی ہیں۔

۱۔ حدیث صحیح کے خلاف ہے۔

۲۔ ابن سعد نے طبقات میں اسے ذکر کر کے کہل

هنا خلط وليس قبرها بمسكة یہ قلم ہے کیونکہ آپ کی قبر نور مکہ میں ہے ہی نہیں بلکہ آپ کی قبر ہوا کے

(المطبوعات ۱۹۷۱ء) مقام پر ہے۔

تو واضح ہو گیا کہ اس روایت کے تمام طرق میں طبع ہے باسناد نہول آیت کا جس میں اشتداد سے منع کیا گیا تو اس آیت اور ابن ابی عمیر صحیح میں موافقت ملتی ہے جس میں ابو طالب کا واقعہ مذکور ہے۔

### سب سے اصح سند

اس روایت کی سب سے اصح سند حاکم کی ہے جسے انہوں نے بخاری و مسلم کے



فرمان ہے صحیح کہا حضرت یہ وہ راضی لہے تھی جس سے ہے رسالت تکب صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم ایک ہزار مسخ نظر کے ساتھ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے تخریف  
 لائے اس دن جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے گیا پہلے بھی نہیں دیکھا  
 گیا۔ اس حدیث میں کوئی علت نہیں اور نہ یہ کسی حدیث کی تکلف ہے اور نہ اس  
 میں اشتقاق ہے ممانعت ہے، ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دونا تو وہ زیارت قبور کی  
 وجہ سے وقت طہاری ہونے ہے۔ سبب اس میں مذاب کا روکنا ضروری نہیں۔ اس  
 مقام کے حوالے سے لہے تھی نے مجھے بھی سمجھ عطا فرمائی وہ اللہ۔

### فصل

## موضوع کہنے والوں کی تمام عقبتیں غیر موثر ہیں

حدیث اعیانہ واریہ کے بارے میں دو قسم کے لوگ ہیں۔

۱۔ یہ موضوع ہے اس کے قائلین یہ آئمہ ہیں 'لام دار تعلق' اور تعلق' امین ہامز' امین  
 بخاری اور ابن ماجہ۔

۲۔ یہ صرف ضعیف ہے موضوع نہیں اس کے قائلین یہ آئمہ ہیں لام امین شہاب  
 خطیب بغدادی امین مساکرہ سبلی 'قرطبی' حب طبری اور امین میدانی امین شہاب کے  
 حکم سے ہم نے یہ دعویٰ ہوا حاصل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث زیارت کے لئے تاریخ  
 قرار دیا ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہ موضوع ہوتی تو اس کا تاریخ قرار دینا ہرگز درست نہ  
 ہوتا ہم نے انہوں کو اپنی نظر رکھ کر اس کی ان تمام عقبتوں کو پرکھا ہے ہر جگہ  
 لائق (موضوع کہنے والوں نے) نے بیان کیا ہے۔ وہ تمام کی تمام غیر موثر ہیں اس لئے  
 ہر نے وہ سب لوگوں کے قول (یہ ضعیف ہے) کو ترجیح دی ہے وہ اللہ

ہر جگہ میں نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے۔ موضوع نہیں اس کی موافقت و تکرار  
 صحابہ میں سے واصل کے عظیم حدیث حافظہ جس حدیث میں ہامز امین نے بھی کی  
 ہے اسوں نے خطیب کی حدیث سے یہ حدیث اپنی کتاب مسودہ اصنافی فی مسودہ اصنافی  
 میں ذکر کی اور اس کے ساتھ اشتقاق کے۔

حبالہ نسبی مزید فضل

علی فضل وکان بہ رؤوفاً

دوسرا سلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبت ہے اور آپ  
سلی اللہ علیہ وسلم پر کس قدر اللہ تعالیٰ مہربان ہے)

فاحیاءہم وکذا لہاد  
لا یمان بہ فضلاً لطیفاً

(آپ سلی اللہ علیہ وسلم کی دلدل اور دلدل دونوں کو اس نے زبرد فرمایا تاکہ  
وہ آپ سلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور یہ سکتا اعلیٰ افضل ہے)

فلسلم فالقدیم بذاتہم  
وان کان الحدیث بہ ضعیفاً

(جو کہ ان کو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اگر اس میں وارد ہونے والی حدیث ضعیف  
ہے۔)

## فصل

آپ سلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ زینب خنیسہ پر تھیں۔

یہ قسم ہے کہ ان کے زہد ہو کر ایمان لانے پر تھے میں نے ایک ایسی روایت  
یکسی جو واضح کرتی ہے کہ آپ سلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی موت توجید پر  
ہوئی تھی۔

امام ابو نعیم نے ہاکل اصبہہ میں بطریق زہری عن سے اس سلسلہ حدیث اہل رحم نے  
آئی والدہ سے بیان کیا میں مرض وصال میں حضور سلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ  
بہ آند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی حضور سلی اللہ علیہ وسلم کی طرف  
برک اس وقت پائی میں تھی آپ سلی اللہ علیہ وسلم ان کے سرخس کے  
پس تشریف فرما تھے انہوں نے آپ سلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا ہونے فرمایا۔

۱۰۰

برک اللہ فیہک من غلام یا ابن الذی من حوۃ الحمام  
(اے نبیوں تھے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے تو اس شخص کا بیٹا ہے جس نے  
ت سے بہت پائی)

نجایمون الاماک المنعم فودی غنڈا لضرب بالسہام  
(انگ اور فہام کرنے والے کی مدد سے نجات پائی اور من کاغذ یہ لاکر دیا گیا)

بصاۃ من اہل سوام ان صبح مابصرت فی المنام  
(وہ سو اونٹ تھے مگر خواب کی تعبیر دہی ہو جائے)

فانت مبعوث الی الانام من عند ذی الجلال والاکرام  
(تم لوگوں کی طرف رسول کاٹھ صاحب جلال واکرام کی طرف سے)

تبعث فی الحل و فی الحرام تبعث بالتحقیق والاسلام  
(تم حرم اور غیر حرم کے نبی ہو اور تمہیں اسلام اور حقائق دے کر بھیجا گیا)

دین لیبک لبر ابراہام فاللہ لہاک عن الاصلام  
(آپ کے والد اور ابراہیم کا دین اہلی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بت پرستی سے منع فرمایا)

ان لاتولیہا مع الاقوام

(تم لوگوں سمیت بت پرستی سے بچ)

پھر فرمایا ہر زندہ قادر بنا پڑا اور تم جہی قادر بنے والی ہیں میں فوت ہو رہی  
ہوں لیکن میرا ذکر بقی رہے گا میں خیر پھوڑے جاری ہوں میں نے پاک کو بتا ہے  
اس کے بعد آپ فوت ہو گئیں۔ ہم نے بتاتے سے یہ اشعار سنئے۔

تبعی الفتاة لبرة لامنبة ذات الجمال العفة الرزینة  
(ایک اور امین خاتون مددی اور وہ صاحب جلال اور عتیقہ ہیں)

زوجة عبدالله ولقرنیة لم نبی اللہ ذی السکینة  
(ان کے شوہر عبد اللہ ہیں اور وہ صاحب مقام نبی کی ماں ہیں)

وصاحب المنیر فی المدینة حمارت لیدی حقیرتھا رہینة  
(وہ نبی صید کے صاحب خیمہ ہیں اور یہی اس قبر میں مدفون ہیں)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ تذکرہ ارشاد کر ہی اس پر تصریح ہے کہ آپ  
موصوفات پر تھیں کیونکہ انہوں نے دین ابراہیمی کا ذکر کیا اپنے بیٹے کی بطور نبی

بھٹ کا سوک فریلا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتوں کی ہر سٹل سے منع کرتا اور قوم کی اس میں موافقت نہ کرنا بیان کیا۔ کیا توحید اس کے علاوہ کوئی شئی ہے؟ لہذا تعالیٰ کی ذات کا اعتراف اس کی توحید کو تسلیم کرنا اس کا کوئی شریک نہ بنانا اور بتوں کی مہلت سے برات وغیرہ اس قدر گھر سے بڑاری اور توحید کا ثبوت بھٹ سے پہلے اور جاہلیت میں کافی ہوتا ہے باقی اس سے زائد تفصیلی چیزیں تو وہ بھٹ کے بعد کا معاملہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک والد نے سوت کے وقت اپنے بیٹوں کو کہا تھا مجھے جا کر راکھ جالینا پھر اسے ہوا میں اڑانا پھر کہا

لَنْ قَلْبُ اللَّهِ عَلَىٰ يُعَذِّبُنِي      اکر لہذا تعالیٰ نے مجھے جہنم پالیا تو وہ مجھے عذاب دے گا

عبارت نے اس حدیث کے تحت فرمایا یہ کلمات اس کے حکم ایمان کے معنی نہیں کیونکہ اسے قدرت اہی میں کوئی شک نہ تھا ہاں اس سے جہالت تھی تو اس نے یہ ممکن کیا اگر وہ اس طرح کہے گا تو وہ بارہ لوٹا نہیں جائے گا اور نہ یہ ممکن کیا جاسکتا ہے کہ نداد جاہلیت کے تمام لوگ اگرتھے۔ جن میں جاشہ ایک ایسی پوری عبادت تھی جو دین حنیفی پر تھے اور وہ مشرک نہ تھے وہ دین ابراہیمی کے پیروں تھے اور وہ سربلا توحید ہے۔ مثلاً زید بن مویہ بن نضیل، بن بن سلیمان اور درقین بن زحل حدیث میں جن تمام کو سوس اور حنیفی کہا گیا ہے اس میں کون سی برائی اور بدعت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ ماہرہ ایسے لوگوں میں شامل ہوں؟

یہ دین حنیفی پر کیوں تھے؟

آپ کیوں شامل نہ ہوں مثلاً کہ دین حنیفی رکھنے والوں کی اکثریت نے یہ دین اس لئے اختیار کیا تھا کہ اہل کتب اور کانٹوں سے انہوں نے سن رکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھٹ کا وقت قریب آپکا ہے لوزحرم سے آئیں گے اور ان کی یہ صفات ہوگی۔

وام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 وسلم من ذلک اکثر مما سمعہ واللہ ماہد نے ان سے آپ ﷺ  
 غیر ہا کے بارے میں زیادہ سن رکھا تھا

### بوقت غسل و ولادت نشانیوں کا ظہور

انہوں نے بوقت غسل و ولادت ان آیات اور نشانیوں کا مظاہرہ کیا جنہوں نے ان  
 کو (وح) جنینی کی طرف ضرور راغب کیا۔ انہوں نے اس وقت دیکھا کہ ان کے جسم  
 سے نور خارج ہوا اس کی برکت سے شام کے گھات بھی انہوں نے دیکھے۔ (حدیث صحیحہ)۔  
 یہود علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ فتح صدر کے بعد خوف کی وجہ سے  
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے پاس  
 لائی اور کہا مجھے ان پر شیطان کا خوف ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ  
 محترمہ نے فرمایا۔

کلا واللہ ما للشیطان علیہ ایما برکز فیہ ہو سکا شیطان کی طرف  
 سبیل واہ لکامن لابیہا شدا سے کوئی غلط فہمی کے گمراہی سے  
 شان (صحیحہ، ۱۰۱۲) عظیم شان ہے۔

اور اس طرح کے دیگر گھات بھی ارشاد فرماتے ہیں رسول کے صلہ میں  
 ساتھ لے گئیں اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہودی محکمہ سنی  
 جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارے میں کوئی بھی حقیقی پھر وہاں  
 سے کہ کوئی تو راست میں آپ کا وصل ہو گیا۔ (حدیث صحیحہ، ۱۰۱۲)

یہ تمام چیزیں اعلان کر رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ اپنی  
 زندگی میں دین جنینی ہی تھیں۔

### فصل

سوال۔ تم کہتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بہت دور  
 دین جنینی پر تھیں حالانکہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ تعالیٰ

سے ان کے لئے استغفار کی اہانت مانگی تو اہانت نہ ملی، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کا قربان ہے میری والدہ تمہاری والدہ کے ساتھ ہے تو یہ دونوں مذکورہ بات  
کے خلاف ہیں۔

جواب: تم یہ جواب دے سکتے ہو کہ یہ پہلے کا واقعہ ہے اور زندہ ہو کر ایسا کرنے کا  
واقعہ بعد کا ہے اور وہ طبع ہے اور یہ منسوخ ہیں۔

لیکن اس کا کیا جواب کہ تو یہ ہر صورت ہر صورت مذاب کے معنی ہوتی ہے۔

### سید علی کا خوبصورت جواب

میں کہتا ہوں خوبصورت جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قربان  
میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ ہے "اس وہی سے پہلے کا ہے جس میں آپ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بنتی ہونے کے بارے میں اٹھ کیا گیا جیسا کہ آپ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے حج کے بارے میں فرمایا میں نہیں جانتا حج سو میں تھا یا نہیں؟ لیکن  
اہم مقام اور اہم شاہین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے بارے میں وہی نقل ہونے کے بعد  
فرمایا حج کو نقل نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھا اسے اہم شاہین نے الفتح والنسوخ میں  
حضرت سل بن سعد اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ان مرض  
پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے پاس  
تلا نہیں کیا تھا ان تک ان کا نقل نہیں پہنچا ہر صورت کے وقت انہوں نے کہا تھا یا  
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضور نہ بھانپتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس  
وقت ہانسی مل کے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور جاہلیت کو سامنے  
رکھتے ہوئے فرمایا تمہاری ماں کے ساتھ ہے ہر صورت وہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وآلہ وسلم کو ان کے مقام سے اٹھ کر دیکھ اس کی تائید حدیث کے آخری لفظ کرتے

ماسالہ ہمارے میں فیعطینی میں نے اپنے رب سے اپنے والدین کے  
 والناسخ والمنسوخ (۲۵۳) بارے میں عرض کیا تو اس نے مٹا فرمایا  
 اس سے واضح ہو رہا ہے کہ ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آپ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے درمیان اس معاملہ پر گفتگو نہیں ہوئی جو بعد میں  
 ہوئی۔

### استغفار کے عدم اذان سے کفر لازم نہیں آتا

یہ استغفار کی اہلیت کا نہ ملنا تو اس سے کفر لازم نہیں آتا کیونکہ ایسا وہ  
 اسلام میں ضرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقروض کا جتنا نہ ہونے اور اس کے استغفار سے  
 منع فرمایا تھا مگر وہ مسلمان ہی ہوتا ہے جس کی تکلیف یہ بیان ہوئی ہے کہ آپ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استغفار فی الغور قبول ہو جاتی ہے تو جس کے لئے آپ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استغفار کر دی اور لہذا جتنا چھوڑا دی وہ جنت میں داخل ہو  
 جانے کا مگر مقروض قرض کی لڑائی تک اپنے مقام جنت سے محسوس و دور رہتا ہے  
 جیسا کہ حدیث میں ہے۔

نفس المؤمن معلقة بدينه  
 حسی بقضی  
 مومن کا نفس قرض کی لڑائی تک معلق  
 ہی رہتا ہے۔

تو رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بلکہ دیگر وہ توحید پرست  
 تھیں جنت سے بے نزع میں ایسے امور کی وجہ سے رکی ہوں جو کفر نہ ہوں اس بات کا  
 ٹھکانا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو استغفار کی اہلیت نہ دی جائے یہاں تک  
 کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں اہلیت دے۔

### ایک اور عمدہ جواب

ان دونوں اہلیت کا یہ جواب بھی دیا جاسکتا ہے کہ آپ بلاشبہ سچے تھے مگر ان  
 تک سطور اہلیت کا معاملہ نہ پہنچا تھا اور یہ بہت بڑی اصل ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں  
 زندہ فرمایا تاکہ بہت اور تمام شریعت پر اہلیت لائیں مگر وجہ ہے کہ ان کے عہدہ کو جنت

اور ان تک متواتر کیا گیا تاکہ شریعت کی تحصیل ہو جائے جب یہ آیت نازل ہوئی۔  
 لیوم اکملت لکم دینکم . . . جن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین  
 (المائدہ: 3) مکمل کر دیا۔

قرآن کو ذمہ کر دیا گیا اور وہ تمام نازل تعلیمات پر ایمان لائیں یہ سنی اور حقیقت  
 لایت ہی نہیں اور مرد ہے۔

### فصل

تمام انبیاء کی مائیں موسیٰ ہیں

میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی مائیں کے بارے میں تحقیق کی انہیں نے ان تمام  
 کو موسیٰ بلا تضرع علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا ہی موسیٰ ہونا ضروری  
 ہے۔ اس کے بیان میں اہل عقل و تحصیل وہ نکلے ہیں۔

ان کا تفصیلی تذکرہ

تفصیل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا موسیٰ ہونا نص قرآنی سے  
 ثابت ہے: عطا کا ایک کردہ اس طرف بھی گیا ہے کہ یہ نبی تھیں کیونکہ سورۃ الانبیاء  
 میں ان کا تذکرہ نہیں سے عقل ہوا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ  
 قرآن میں ہے۔ انہوں نے ان کے بارے میں کہا وہ نبی تھیں کیونکہ ملاحکہ نے ان  
 سے خطاب کیا حضرت موسیٰ اور حضرت ہرون علیہما السلام کی والدہ کا تذکرہ قرآن میں  
 ہے ان کے بارے میں بھی نبی ہونے کا احتمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرماں مہرک ہے۔

ولو حسینا لیس ام موسیٰ اور ہم نے موسیٰ کی مائیں کی طرف دینی کی۔

(القصص: 24)

حضرت شیث علیہ السلام کی والدہ حضرت حواء علیہا السلام تمام انسانوں کی مائیں ہیں  
 ان کے نبی ہونے کا بھی قول مسطور ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت  
 ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان پر اہل عقل و آثار شہد ہیں اس طرح حضرت یعقوب



اور ابن کی اولاد کی ماں کے بارے میں بھی "اس طرح حضرت داؤد" حضرت سلیمان" حضرت زکریا" حضرت یحییٰ" حضرت اسماعیل" حضرت اسمعون اور حضرت ائیکھل علیہم السلام کی ماں کے بارے میں بھی آثار موجود ہیں۔

بعض مسخرین نے حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کے ایمان کی تصریح کی ہے کہ کہ اللہ تعالیٰ کا ایمان ہے۔

رب اغفر لی ولوالدی

اے میرے پروردگار مجھے بخشن دے اور میرے والدین کو۔

امام کھلی نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے والد سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی کافر نہ تھا پھر ایک بدو نقل ذکر کیا کہ ابن کے والدین کافر تھے۔

میں کہتا ہوں پہلا ہی قول درست ہے نہ کہ وہ روایت کو ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہما السلام کے درمیان تمام آباء مسلمان تھے۔ ایک پوری جماعت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے ایمان کی تصریح کی ہے۔ ابن حبان نے دلعلمیہ میں تفسیر سورۃ ابراہیم میں اس کو تزیح دی ہے ابن کاسم گراہی نو ما ہے یہ لوفخشد بن سلام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ابن عدوں کا تاک ابن سعد نے طبقات میں کیا ہے۔

اصلاً تذکرہ یہ ہے

امام حاکم نے مستدرک میں روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے اسرائیل کے بیٹوں کی تعداد اس ہے۔ حضرت نوح" حضرت ہود" حضرت صالح" حضرت لوط" حضرت شیب" حضرت ابراہیم" حضرت اسماعیل" حضرت اسماعیل" حضرت یعقوب اور حضرت محمد علیہ علیہ علیہ و آلہ وسلم" اسرائیل کی اولاد تمام کے تمام سو سن تھے ابن حبان نے کہا "میں یہاں تک حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تحریف توہی ہوئی کہ میں کیساتھ" دونوں نے کمر اتیار کیا توہی

اسرائیل کے تمام انبیاء کی مائیں سو سمن نصیری بن میں یعنی علیہ السلام کے بعد کوئی  
 کی صورت نہیں ہو۔

حضرت اسماعیل ' حضرت اسماعیل اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی بیوی کا ایمان  
 ثابت ہے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کے ایمان کا تذکرہ ہو چکا  
 ہے۔

باقی حضرت سہوہ حضرت صالح ' حضرت لوط ' اور حضرت شعیب علیہم السلام کی بیوی  
 کا مسئلہ تو ان کے ایمان پر نقل یا دلیل کی ضرورت ہے۔ لفظ کی تفسیر سے ان کا  
 ایمان ہی ظاہر ہے تو اس استدلال سے تمام کا اہل ایمان ہونا ثابت ہو گیا اس میں راز  
 یہی ہے کہ وہ خصوصی نور کا مشاہدہ کیا کرتی تھیں جیسا کہ حدیث میں اس کا تذکرہ  
 ہے۔

### اب تیسری دلیل

ذکورہ گفتگو سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے روزِ قیامت نہ ہونے،  
 دینی جنبی نہ ہونے اور زندہ ہو کر ایمان لانے پر دوہرائی آچکے۔ اب اس سے تیسری  
 دلیل بھی ملا رہی ہے کہ آپ اہل قرنت میں سے تھیں اور اہل قرنت کے بارے میں  
 احادیث صحیحہ و مشہور ہیں لفظ قبلی کا اور شکر گراہی ہے۔

وما کنا معذبین حتی نبعث اور ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے یہاں  
 رسولاً (الاسراء: ۷۵) تک کہ ہم رسول بھیجیں۔

صاحب مرآۃ القرآن نے اپنے دواوا ابن عربی سے حدیث صحیحہ کے تحت نقل کیا  
 لفظ قبلی کا نہیں ہے اور ہم عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ ہم رسول بھیجیں۔ تو ایک  
 حدیث کا دلیل ہے کہ

والدعوة لم تبلغ ليله ولعله فما  
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین  
 کو دعوت دین نہیں پہنچی تو ان کے ذمہ  
 کوئی گناہ نہیں۔

### فصل

#### چوتھی دلیل

چوتھی دلیل یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں ہے ابو سب کو طراب میں دیکھا گیا تو اس  
 نے بیٹا مجھے موت کے بعد کوئی خیر نہیں ملی سوائے اس کے جو شہید کی آزاری کی وجہ  
 سے مجھے پایا جاتا ہے۔ شہید ابو سب کی لوبڑی تھی اس نے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس  
 نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا جب ابو سب کو اس کی آزاری کی وجہ  
 سے طراب میں تحقیق ہو رہی ہے حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ  
 شہید ہوا اور رکنا تھا جس کی وجہ سے وہ شہید طراب میں جلا تھا۔

فما ظنک بمن حملته فی  
 بطنها تسعة شہور وارضعتہ  
 ایاماً اور نہ سنین وہی لہ  
 تو تمہارا اس علقان کے بارے میں کیا  
 خیال ہے جس کے پلن میں نو ماہ آپ  
 ﷺ تحریف فرما رہے اور انہوں  
 آپ ﷺ کو کئی دن دودھ بھی پلایا  
 اور کئی سال تربیت کی اور وہ آپ  
 ﷺ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

### فصل

#### پانچویں دلیل

ابن ہوزی نے سند کے ساتھ بیان کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موسیٰ  
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرائیل امین میرے پاس آئے اور کہا  
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے میں نے تمہاری اس طلب پر آگ حرام

کر دی ہے جس پشت اور دم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکریف فرما رہے اور جس نے کلمات کی طلب سے مراد عبد اللہ اہل بیت سے مراد سیدہ آمنہؓ سے مراد پایا اور طالب اور طالب بنت اسد ہیں۔ ابن ہرزی کہتے ہیں اس کی سند وہی کتبہ ہے جو تو دیکھ رہا ہے اور الحسن طوی نقلی راہبش ہے۔

میں نے کہا طالب بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسا نام نہیں سمجھتا ہے بلکہ بھرت کرنے والی ہیں۔  
(الموضوعات: ۲۸۳۹)

### تفصیل

ابن لوگوں پر جب ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو چینی طور پر ہوا ذی کہتے ہیں اور یہ دلیل دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فریضہ میری ہی تساری میں کے ساتھ ہے۔ اس طرح فرمایا تمہارا والد اور تمہارا والد آگ میں ہے اور اس طرح کی دیگر روایات اور ابن کے حقل روایات کو کلیتہً مسترد کر دیتے ہیں۔

اس مسئلہ کی ایک بہت خوب نظیر ہے جس میں لوگوں کا اختلاف ہے اور وہ مشرکین کے بچوں کا سبب ہے متعدد احادیث میں اس بات پر جزم ہے کہ وہ آگ میں ہیں بہت کم احادیث میں ہے کہ وہ جنت میں ہیں جسود علماء نے جنتی ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔ ان میں سے امام نووی فرماتے ہیں مذہب صحیح اور عمار جس پر تحقیق ہے وہ کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا سہراک فرمایا ہے۔

وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً اور ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے یہی  
(المائدہ) تک کہ ہم رسول بھیج لیں

بہت دعوت کے نہ پہنچنے کی وجہ سے ہنر اخص پر عذاب نہیں تو غیر ہنر پر ہنر لوقی عذاب نہ ہو گا امام نووی کے علاوہ محدثین نے فرمایا ہیں کے بارے میں جو احادیث درست ہیں وہ منسوخ ہیں جنتی احادیث سے یعنی یہ اس کی طرح ہیں اس صحیح کو وہ روایت واضح کرتی ہے جسے امام ابن عبد البر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

شریکین کے بچوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا وہ اپنے آباء میں سے ہیں۔ پھر وہ سری  
 وند پوچھا تو فرمایا ان کے حوالے سے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اسلام کے تخیلی  
 انعام نازل ہونے کے بعد پوچھا تو یہ کہتے نکل ہوئی۔

ولانزروا قرۃ ووزرا اخری  
 اور کوئی پوچھو اللہ تعالیٰ والی جان دوسرے کا  
 (الاسراء: ۵۱) پوچھو نہ اللہ تعالیٰ کی۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ حضرت پر یا فرمایا وہ جنت میں ہے تو یہ  
 روایت واضح کر رہی ہے کہ داغ والی روایات منسوخ ہیں اس طرح وہ روایات  
 (جو باقی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین داغ میں ہیں) منسوخ ہیں  
 ان کا نسخ یا تو زندہ ہو کر ایمان لانا ہے اور اس وہی کا نزول کہ اہل فترت پر خطاب  
 نہیں ہوتا بچوں کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ  
 ہی بہتر جانتا ہے ہم ان پر کوئی حکم بھی نہیں کر سکتے۔

ام شامی اور آئمہ سے یہی حتمی ہے کہ تک بخاری و مسلم کی روایت میں  
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سے شریکین کے بچوں کے بارے میں عرض کیا تو فرمایا  
 اللہ اعلم بما کانوا عاملین  
 ان کے اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ  
 بہتر جانتے ہیں۔

اس کا مضموم یہ ہے کہ جن کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو ایمان  
 لانا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ زندہ رہنے کی  
 صورت میں کفر اختیار کرنا اسے داغ میں داخل فرمائے گا۔  
 اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے بارے میں کہا جائے گا  
 ان کا سمت زیادہ احرام کیا جائے کہ اگر وہ بہشت لہری تک دیا میں رہے۔ تو ایمان لانے  
 میں سہلت کرتے اور وہ اس طرح اہل جنت ہوتے۔

## بچوں کے بارے میں ایک قول

مشرکین کے بچوں کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آخرت میں ان کا استحسان ہو گا جو طاعت کسے گا وہ جنت میں اور جو غافل کسے گا وہ دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا لام ناطی نے اس کو صحیح کہا اہل ثنث کے حوالے سے بھی بیحد اسی طرح کی احادیث وارد ہیں۔

۱۔ امام یزید اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا روز قیامت چار گویوں کو لایا جائے گا بچہ 'چاگل' نیک ثنث میں فوت ہونے والا 'راغ ناطی' تمام اپنی دلیل پیش کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو فرمائے گا: 'آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔'

اور فرمائے گا میں نے اپنے دیگر بھائیوں کی طرف رسول بھیجے مگر تسلیٰ طرف میں خود رسول تھا اس میں داخل ہو جاتا جس پر شکوت کھیں ہو گی وہ کسے گا اسے وہب کیا ہیں تو اس میں داخل کر دیا ہے حالانکہ ہم علم ہی نہیں دیکھتے تھے؟ اور جس پر سلطت کھیں ہو گی وہ اس میں جلدی سے کود پڑے گا اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا تم نے میری غافلگی کی تم نے میرے رسولوں کی اس سے کہیں بڑھ کر غافلگی کسے تو ایک جگہ جنت میں جبکہ دوسرا دوزخ میں جائے گا۔

۲۔ امام ابو یزید اور ابن رافع نے مسند میں اور بیہقی نے کتاب الاستسقاء میں صحیح قرار دیا ہے حضرت اسماء بنت مرجم سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار گویوں کو روز قیامت بہت پیش کریں گے ایک وہ شخص ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو امتحان قائم فرمایا اور وہ اس کو بچا اور بچا نیک ثنث پر فوت ہونے والا۔ تو جو ثنث میں فوت ہونے والا ہو گا وہ عرض کسے گا میرے پاس تمہارا رسول نہیں آیا تو اس سے طاعت کا عمل لے کر اسی کی طرف رسول بھیجے گا جو اسے آگ میں داخل ہونے کا حکم دے گا تو ان میں سے جو آگ میں داخل ہو جائے گا اس میں وہ گل و گلزار ہیں جائے گی اور جو داخل نہ ہو گا اسے اس میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسند ابو ہریرہ ص ۶۴)

۳۔ امام بزار نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فترت میں فوت ہونے والے امتی اور بچے کو لایا جانے کا فترت میں فوت ہونے والا کے کا بھرتے پاس نہ کتب آئی اور نہ رسول امتی کے لایے تو نے عقل نہیں دیا کہ میں خیراً شرکی پہچان کر سکوں" بچے کے گامی نے عقل کا دوری نہیں پایا ان کے سامنے آگ اٹلی جانے کی فن سے کہا جانے گا اس میں بچے جتو وہ اس میں چھا جانے کا جس کے بارے اللہ کے علم میں سطت تھی اگر وہ عقل کا دور پانک اور وہ رک جانے گا جس کے بارے میں اللہ کے علم میں شکوت تھی اگر وہ عقل کا دور پانک۔

۴۔ امام بزار نے ہی حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا روز قیامت عقل جاہلیت اپنی پشتوں پر تھوں کو اترا کر لائیں گے ان کا رب ان سے پوچھے گا تو وہ کہیں گے ہم تک تمہارا رسول اور تمہارے احکام نہیں پہنچے اگر کوئی تمہارا رسول آجاتا تو ہم اطاعت کرتے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں یہاں تھیں کوئی تمہاری تو اطاعت کر کے راج

۵۔ طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت سعید بن جبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کیا اس سلسلہ میں اور بھی احادیث موجود ہیں ایسے مسائل میں یہ جود ہیں۔ فقہاء نے انہی پر اصول وضع کرتے ہوئے کہا اہل فترت میں سے کسی پر دوزخی ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا بلکہ وہ مشیت اللہ کے ساتھ حلق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مراد ہے کہ اہل جاہلیت کے بت پرستوں کا سلسلہ یہ ہو گا تو جن سے بت پرستی ثابت نہیں تو ان کا سلسلہ تو بطریق لائق لیا ہوا ہے۔

مفسر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین سے اہل جاہلیت کی طرح بت پرستی ہو کر جہت نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی اہل سے ثابت نہیں بلکہ ثابت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اہلاد سے بت پرستی کی نفی ہے جیسا کہ منقول آ رہا ہے۔

## ابن وحید کا رد

ابن اعلیٰ سے ابن وحید کا قول بھی رد ہو جاتا ہے کہ موت کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا جب اہل فترت کو آخرت میں ایمان نفع دے رہا ہے حالانکہ وہ دار تکلیف نہیں اور انہوں نے دوزخ کا مطالبہ بھی کر لیا تو زندہ ہو کر دنیا میں آتا اور ایمان لانا بطریق اولیٰ نفع ہو گا اگر دنیا میں زندہ ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو ان کے ہارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے گا کہ روز قیامت ایمان کے وقت انہیں امانت نصیب ہو گی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے خوشی نصیب ہو۔

## افضل

## ایک اہم نکتہ

مجھ پر ایک بہت ہی اہم نکتہ افکار ہوا ہے کہ لفظ تعلق کا ارشاد گراہی ہے۔  
 ولا تزروا ذرۃ وزرا نحری وما اور کوئی بوجہ اٹھانے والی جان دوسرے کا  
 کنا معنیہن حتی نبعت بوجہ نہ اٹھانے کی اور ہم طراب کرنے  
 رسولاً **بالاسراء** والے نہیں جب تک رسول نہ بھیجے

۱۔

یہاں دو جملوں کو اکٹھا کیا گیا ہے پہلے کا تعلق مشرکین کے بچوں کے ساتھ ہے جب یہ لفظ ہوا تو کب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح کر دیا کہ وہ جنتی ہیں حالانکہ پہلے لہوا تھا وہ دوزخی ہیں جیسا کہ حدیث مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں آچکا ہے۔ دوسرے جملہ کا تعلق اہل فترت سے ہے اہل فترت اور بچے ہم طراب میں وہ امور میں شریک ہیں۔

۱۔ انہیں دعوت نہیں پہنچی بچوں کو یہاں تک نہیں ظاہر ہوا کہ انہوں نے اہل فترت تک کوئی چیز پہنچی نہیں۔

۲۔ وہ مصلحت نہیں اور وہ بچوں کا باطن ہوا ہے اور اہل فترت کے ہارے میں شریعت نے کاد دعوت پہنچے بغیر ان پر کوئی حکم نہیں ہو گا۔



اس لئے دونوں جہلوں کو ملایا گیا اور قرآن کریم کے اسرار و رموز کے کھانسی میں سے ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے جملے کے پیش نظر فرمایا اہل فترت کا آخرت میں احوال ہو گا انہیں فی ظہور مذاب نہیں ہو گا بلکہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے انہی خبروں سے پہلے تھے جس کا قصداً ان کا دوزخی ہوا تھا تو دونوں (بچے اور اہل فترت) کے بارے میں پہلے اطلاع ایک ہی تھی۔ دونوں کے بارے میں دو جملے نقل ہوئے تو اس کے بعد بھی دونوں کے بارے میں ایک ہی واقعے سے آئی ہے کہ انہیں مذاب نہیں ہو گا۔

لام لودی اور محققین نے یہاں کے بارے میں اسے صحیح قرار دیا دوسرے لوگوں نے کہا نہیں یہاں کا بھی احوال ہو گا اہل سنت کا اہل فترت کے بارے میں جتنی ہوائی جملے ملتا ہے کہ ان کا احوال ہو گا تو اب یہ بات لازمی ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلہریج کر لینے کو مذاب نہیں ہو سکتا یہاں کے بارے میں اختلاف ہوا ان میں بھی صحیح ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نیت کو اس پر کھول دیا کہ اہل فترت پر مذاب نہیں ہو گا ان کا احوال ہو گا اس پر وہ روایت شہد ہے جسے لام نمود الرزاقی 'ابن جریر' 'ابن ابی حاتم' اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، وہ روایت لفظ تعالیٰ اہل فترت 'اصح' ہے کہ گئے اور بہت بڑھے جنہوں نے اسلام میں پناہ انہیں منع فرمائے گا پھر ان کی طرف رسول بھیجے گا تو جسے تعالیٰ نصیب ہو گی وہ اہل سنت کے پھر لودی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بطور استدلال تم یہ آیت کہ عبادت کر سکتے ہو۔

وما کنا معذبین حتیٰ نبعث اور ہم مذاب کرنے والے نہیں ہیں رسولاً (الاسراء: ۱۵) تک رسول نہ بھیج دیں۔

اس روایت کی سند بخاری و مسلم کے شرطاً ہے کہ اور انکی بات صحیح اپنی طرف سے نہیں کہ سکتے لہذا یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ (پہنچ لہیان مسند)

## فصل

### فصل از دعوت لوگوں کے بارے میں اہل سنت کا موقف

اہل اصول نے نفسِ طور پر بیان کیا مہم کا شرعی طور پر لازم نہیں ہوتا ہے۔  
مذکورہ اس میں اختلاف ہے شیخ انصاری و دیگر نے کہا مہم سے مراد لوگوں کا ہونا  
و نامور لوہی مشاکرہ و دیگر سے اجتناب ہے۔

ابن سنی سے شرح فقہ ابن عساکر میں لکھا ہے بعض اصحاب نے کہا ابن سنی  
یعنی 'فصل کبیر' ابن ابی یزید اور تاجی ابو حلیہ نے مذکورہ کی موافقت کی ہے لیکن  
تاجی ابو حلیہ نے التفسیر میں اسکا جواب دیا ہے کہ اصل میں شیخ ابو حلیہ نے  
نے شرح رسالہ میں مذکورہ کے ساتھ موافقت کرنے والوں کے بارے میں یہ طور بیان  
کیا ہے کہ ان کا مہم کام میں مواضع ہوتے ہیں انہوں نے مذکورہ کی کتب کا مطالعہ کیا  
انہیں ان کا یہ جملہ "مہم کا شرعی مطلقاً لازم ہے" ہونا لگا تو غلطی میں ان کی موافقت کر  
دی کہ وہ ہم جانتے ہیں وہ ہرگز مذکورہ کا ساتھ دینے والے نہیں اور نہ ہی ان کے  
مخالف ہر وہ مسلمان ہیں۔ ابن سنی نے کہا یہ کام فصل کبیر کو محدود کرنا ہے کہ وہ مہم  
کام کے لازم ہیں ہاں یہ ہوا کہ پہلے وہ مذکورہ تھے انہوں نے یہ بات کہی لیکن بعد میں  
انہوں نے اعتزال سے رجوع کر لیا تو اس سے بھی ان کا رجوع صحت ہو جائے گا۔

ابن سنی نے یہ بھی کہا مہم کے قصداً دعوت نہ پہنچنے والوں کا مسلک بھی  
صحت ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک وہ قطعی ثابت ہو گئے ان کے ساتھ دعوت اسلام سے  
پہلے جملہ ہاتھ نہیں اوردہ کھانا اور نہ مہم لازم ہو گی لیکن صحیح قول کے مطابق ان کے  
جملہ ہاتھ نہیں اوردہ ہو گا کہ جملہ مسلمان نہیں۔

یہ مہارت اہل فطرت کے قطعی ہونے اور دنیا میں داخل نہ ہونے اور جنت میں  
داخل ہونے پر مشابہ ہے بلکہ اس پر مسلمان کا مطلقاً نہ ہو گا۔

## فصل

ہم نے بھی نے شرح صحیح ابوداؤد میں مہم صحابہ میں "ہر قرآن سے

محمد واکر کے۔

۱۔ اے نبی! ارشاد گرامی ہے۔

وما كنا معذبين حتى نبعث  
رسولا (الاسراء: ۵۵)

۲۔ ہرگز ہم پر لوہا۔

فلاک ان لم یکن ربک مهلک  
القری بظلم واهلها عقلمون  
(الانعام: ۱۳۱)

یعنی ان کے پاس رسول اور فرشتے نہیں بھیجے۔

۳۔ تیرا فرما ہادی تھی ہے۔

ولولا ان نصیبهم مصیبة بما  
قلعت ایدیہم فیقولوا ربنا  
لولا ارسلت الینا رسولا  
فتتبع آیتک ونکون من  
المؤمنین  
(القصص: ۲۷)

اور ایمان لائے۔

میں کہتا ہوں امام ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اس آیت کے تحت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو بھیجا ہے تاکہ تم میرے رسول کی پیروی کرو اور تم میرے رسول کی پیروی کرو۔

ربنا اللولاء رسلت الینا رسولاً  
فتبعہ ینک ونکون من  
المؤمنین (الفصل ۱۳۷)

اس جملے میں یہ آیات بھی شامل ہیں۔

وما کان ربک مہلک القرۃ  
حتی یبعث فیہا رسولاً  
یتلوا علیہم آیتنا وما کنا  
مہلکی القرۃ الا واهلہا  
ظلمون (الفصل ۱۳۸)

اور تمہارا رب تمہوں کو ہلاک نہیں کرتا  
جب تک ان کے اصل مروج میں رسول  
نہ بھیجے، نہ ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور  
ہم تمہوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جب  
کہ ان کے ساکن حرم گمراہ ہوں۔

ہدیٰ نقل کا یہ بھی قرآن ہے۔

ولو انا اهلکناہم بعلب من قبلہ  
لقالوا ربنا ارسلنا رسولاً  
فتبعہ آیتک من قبل ان نزل  
ونخزی (الفصل ۱۳۹)

اور اگر ہم انہیں کسی طوفان سے ہلاک  
کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو  
خدا رکھتے اسے ہم سے پہلے تو  
طرف کوئی رسول بھیج نہ بھیجا کہ ہم  
تمہی تمہوں پر پڑنے لگیں اس کے کہ دلیل

درسا ہوتے۔

ہم میں ہی مہم آج آیت مہارک کے تحت حضرت علیہ رضی سے نقل کیا زیادہ  
فہرست میں فوت ہونے والا عرض کرتے گا اسے میرے رب میرے پاس نہ کتب کل  
اور نہ رسول پھر انہوں نے یہ آیت مہارک تلاوت کی۔

نقل نقل کا ارشاد گواہی ہے۔

بصطرح خون فیہا رینا  
 اخرجنا نعمل صالحا  
 غیر لذی کنا نعمل لولم  
 نعرکم ما یستذکر فیہ من  
 تذکر وجاہکم التفسیر

اور وہ اس میں چلتے ہو گئے۔ اسے  
 اہل رب ہمیں نکل کر ہم اچھا کام  
 کریں اس کے خلاف نہ پہلے کرتے تھے  
 اور کیا ہم نے تمہیں وہ عزت دی تھی  
 جس میں کچھ ایسا تھے کہتا ہوں، اور ہر  
 شے کے دلائل سے اس شریف الہیہ

(الفاطر: ۳)

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کے تحت حضرت ابو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل  
 کیا ہے کہ خلاف مراد رسولان کرام کی وجہ سے حجت پیش کی جائے گی۔  
 باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔

رسلا مبشرین ومنذرین لئلا  
 یکون للناس علی اللہ حجة  
 بعد الرسل وکان اللہ عزیزا  
 حکیمان (النساء: ۱۷۵) والا ہے۔

رسول فرخندہ دینے اور ڈار بنانے کے  
 رسولوں کے بعد اللہ کے پھل لوگوں کے  
 کوئی حجت نہ رہے۔ اور اللہ غالب حکمت

امام ابن جریر ابن ابی حاتم نے سدی سے اس آیت کے تحت نقل کیا کہ وہ لوگ  
 کہیں گے تو نے ہماری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا۔ (ایضاً صفحہ ۳۰۳)

### اہم سوال و جواب

اگر امراض سے کہ اہل فترت کو ہن لوگوں کے علم میں شامل کیے کیا جائے جنہیں  
 دعوت نہیں پہنچی اور ہمت سے پہلے تھے کیونکہ اس دور میں سیدہ عیسیٰ اور سیدنا عیسیٰ  
 علیہما السلام کی شریعت سہوہ تھی؟

جی ہوتا گزارش کرتا ہوں ہمت سے دلائل شہد ہیں کہ عرب اس شریعت کے  
 مخاطب نہ تھے اور نہ ہی اس کے احکام کی بھانپوری کے یہ مطلب تھے یہی وجہ ہے کہ  
 اہل فترت کے بارے میں صراحتاً احادیث وارد ہیں، اگر وہی مراد ہمت سے پہلے کے

لوگ ہیں تو پھر تو کسی رسول کا دنیا میں نکاحی نہیں ہو گا کیونکہ ایسے لوگوں کا وجود عمل ہے اس لئے جو دور خیرت ہے اس سے پہلے سیدنا کریم علیہ السلام تک ہی ہیں وہ خود اول الانبیاء ہیں اور ان سے پہلے بڑھ چکے تھے قرآن کریم بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے۔

وہذا کتاب انزلناہ مبارک  
فاتبعوہ واتقواعلکم  
نرحمکم لئن تقولوا لعلنا نزل  
الکتاب علی طائفتین من  
قبلنا ولئن کنا عن دلائمہم  
لغفلین

اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری تو  
اس کی پیروی کرو۔ اور پرہیزگاری کرو  
مگر تم پر رحم ہو۔ کبھی کوہ کتاب تو  
ہم سے پہلے وہ گمراہوں پر اتری تھی۔  
اور ہمیں پڑھنے پر حملے کی بجگہ خیرت  
تھی۔

(الانعام: ۱۰۷-۱۱۰)

امام ابن ابی حاتم ابن منذر اور ابو الشیخ نے یہاں سے ذکر آیت کے تحت نقل کیا  
یہود و نصاریٰ نے کہا وہ ڈرتے ہیں کہ قریش انہیں یہ کہیں۔

اس سے وہ امراض ختم ہو جاتا ہے کہ شرع مسلم میں اسی حدیث کے تحت ہے  
لن یسئروا لک فی النار  
یرواہ اور یرواہ ابی جہل سے ہے۔

کہ اہل جاہلیت پر دعوت نہ پہنچے وہاں کا حکم جاری نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان سے  
پہلے سیدنا کریم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی دعوت موجود ہے۔ یہ جاری کیوں نہیں  
کیا جاسکتا جبکہ سیدت حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت میں ہے۔

لما کان یوم القیامۃ جاء اهل  
الجبلیۃ یحملون لوتائم علی  
ظہورہم

روز قیامت اہل جاہلیت اپنے بھروسے  
بھروسے، اٹھائے آئیں گے

(المسجد: ۲۲)

اور پھر جبہ حصہ جان ہوا جس میں آسمان کا تذکرہ ہے۔

تو یہ روایات زیر بحث مسئلہ میں نفس کا درجہ دکھاتی ہیں اور بقیہ حدیث کے اہل

فترت پر قبیلہ ہے اور وہ نہ کہ حضرت عائشہؓ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کا عرصہ ہے وہ لوگ جنہیں دعوت نہیں پہنچی وہ اہل فترت نہیں تو کون ہونگے؟

### اہم رافعی اور تین احوال

اہم رافعی نے "ابوہریرہ" میں لکھا جس کو اہل حدیث نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت نہیں پہنچی اسے دعوت اسلام اور پیغمبر کے بغیر قتل کرنا جائز نہیں مگر کسی نے ایسے شخص کو قتل کر دیا تو اس پر عیناً عذاب لازم ہوگی۔ کیسے حقیقت نہ ہوگی اس کی جسے دعوت نہیں پہنچی اور وہ ایمان نہ لایا وہ اسلحہ نکالنا کا تو وہ تو بلا امتیاز لازم ہوتا ہے ہر ایسے لوگوں کے تین احوال ہیں۔

۱۔ جسے کسی نبی کی اصلاً دعوت نہیں پہنچی، صحیح قتل کے مطابق اس کا قصاص نہ ہو گا بلکہ قتل لازم کرتے ہیں کیا گمراہی نبی یا مسلم کی صحت لازم ہوگی اور قتل جہنم کا پتلا قتل ہے۔

۲۔ کسی دین کو ملتا ہے نہ اس نے تبدیلی کی اور اسے اس کے کچھ حلقہ پہنچا اور اس قتل پر قصاص نہیں، بعض نے کہا مسلمان وہابی صحت یا اس دین والے کی صحت کے مطابق لازم ہوگی جن دونوں میں وہ سزا اسے ہے۔

۳۔ یہ ایسے دین کے قاتل تھے جو تبدیل ہو گیا لیکن اس کے حلقہ کچھ نہ پہنچا تو اب قطعاً قصاص نہیں اور اس قتل کے مطابق صحت گمراہی لازم ہوگی۔

### کیا ایسے لوگ موجود ہیں؟

یہ ممکن نہیں کہ ایسے لوگ اطراف زمین پر موجود ہوں جنہیں یہ بات اصلاً نہ پہنچی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر کوئی نبی بھیجتا ہی نہیں فرمایا، حالانکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور ان کے واقعات لکھتے ہی معلوم ہیں اگر صرف حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت ہی ہوتی تو وہ سارے نوسوسیلہ اس زمین پر اجاست پائے رہے اور طوفان آیا اس نے تمام اہل زمین کو ترقی کر دیا اگر

ہم مطلقاً کسی نبی کا وجود تسلیم کریں تو ایسے لوگوں کا وجود عقل ہو جائے گا اور وہ ہم  
 اہل بیت و آلہ ہر حج و کثرت کے ساتھ عقل ہیں ان کا باطل ہونا لازم آئے گا اور ان  
 کے بارے میں یہی حکم ہو گا کہ وہ اہل بیت کے بغیر ہم کے ہم درج میں جائیں گے۔  
 ملاکہ اہل شریعت کے بارے میں اہل بیت کے ساتھ عقل ہیں۔

### مزید وضاحت

اگر آپ کہیں کہ منظر خوب واضح نہیں ہوا "مزید وضاحت فرمادیں" میں کہتا ہوں  
 چند امور ہیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بعد مدت و نیکو بنا  
 طویل ہے عربوں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا ان  
 دونوں کے دین میں تبدیلی آئی تھی نیکو طویل ہوا کیا اور ان کی شریعت حج عقل  
 کرنے والا نہیں کوئی نہ تھا لوگ اسی سہل اور پیچھے شریعت میں رہے حتیٰ کہ لوگ  
 پیدا ہوئے تو اسے ہی پاتے انہوں نے دین ابراہیمی کو حقیقتاً نہیں پلا اور نہ ہی  
 ایسے تھے کہ جو انہیں حج فرماتا تو ایسے لوگوں پر یہ بات صلیق آتی ہے کہ انہیں  
 دعوت نہیں پہنچائی وہ ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی  
 نصیحت کو کب سمجھا کیا اور کہا یہ نیا دین لے آئے ہیں جو پہلے معروف نہیں

انہوں نے یہ کہا

لَٰكِنَّا كُنَّا كُفْرًا وَنَطْلُقُ  
 كُفْرًا مِّنْهُمْ اِنْ اَشَاءُوا وَاصْبِرْ  
 عَلٰى اَلْهٰكِمِمْ اِنْ هٰذَا لَشٰىءٌ يَّرَادُ  
 بِاَسْمَاعِيْلَ بِنَا فِي الْعَمَلِ الْاٰخِرَةِ  
 اِنْ هٰذَا لَاجْتِلَاقٌ

یعنی نہ سنی تو یہ نبی نہیں گزرتا ہے۔ (ص ۲۴۷)



وہ مرتے مٹام پر ہے کہ انہوں نے کلمہ

لنا وجعلنا آباءنا علی لمة وانا  
عی آثارہم مقتلون

پلا اور ہم ان کی گیر کے پیچھے ہیں۔

(الزحرفہ ۳۲)

اگر ہم کے پاس انبیاء شیم اسلام کی صحیح حالت میں دعوت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو پہچان لیتے کہ یہ انہیں کے مطابق بنائی وہ ہے اللہ کی کتاب کی شہادت کی بنا پر امت سے عربوں نے اسلام قبول کر لیا ان کا کفر مٹا اور اس کی عیوب کا انکار نہ تھا نہ ہی وہ بتوں کے بارے میں خالق و معبود ہونے کا دعویٰ کرتے تھے جیسا کہ نمود اور اس کی قوم نے کیا بلکہ وہ الوہیت کا اقرار کرتے تھے مخلوق ہی کہ خالق و معبود تھے جیسا کہ فرقان ہادی تھی ہے۔

ولئن سألتہم من خلقہم  
لیقولن اللہ (الزحرفہ ۳۵) ما  
ہاں یہ عقیدہ رکھتے کہ بت اللہ تعالیٰ کے ہیں ان کی شکایت کریں جیسا کہ

ارشاد فرماتا۔

ماعبدہم الا یقر بونا الی  
اللہ زلفی الزمر ۲۳

کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بت کے لئے پہنچتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے پاس شریک کریں۔

وہ کہتے ہیں کہتے تھے۔

لیبیک لاشریک لک  
لاشریکا ہولک نملک و ما  
ملک ہے اور اس کا بھی جس کا وہ بلکہ

لے قتل نے انہیں کے ہارے میں فرمایا۔

وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ ہے جنہیں  
مشرکوں (یوسف: ۱۰۱) نہیں لائے مگر شرک کرتے ہوئے۔

اس سے واضح ہو گیا ان کا کرباری قتل کے ساتھ شرک کا تقاضا کہ وہ  
باری قتل کا انکار تھا اور یہ سارا کچھ ان کی ان تعلیمات سے جہالت کی وجہ سے تھا جو  
انہوں نے کر تشریف لائے تھے اور وہ ان تک صحیح طور پر نہ پہنچ سکا تھا لہذا قتل کا یہ  
ارشاد گرامی واضح کر رہا ہے۔

باللہ الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ  
من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم  
بشیر و نذیر

(المائدہ: ۶۴) اس لئے کہ تم نے پہلے رسول بھیجا اور اس نے  
تو یہ غلطی اور اس

تو نے والے تمہارے پاس تشریف

لے

جب اللہ قتل نے اہل کتب کو حضور مکتے ہوئے نعت کے بعد رسول بھیجا تاکہ  
ان کی تعلیمات کو واضح کرے جو ان کے پادریوں نے بدل دی اور پچھا دی تھیں تاکہ  
اہل کتب یہ نہ کہہ سکیں۔

ما جاءنا من بشیر ولا نذیر کہ تمہارے پاس کوئی خوشی اور اس لئے  
(المائدہ: ۶۴) دکان آئی۔

چنانکہ اہل کتب شریعت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے عالم تھے۔ انہوں نے  
اپنے جہوں کی تضحید کرتے ہوئے اس میں تبدیلیوں کو قبول کر لیا تھا اور اب وہ حق اور

اہل میں امتیاز کرنے کے اہل نہیں رہے تھے۔  
 فمائلک بالعرب الامیین اب تمہارا میں عربوں کے بارے میں کیا  
 لیسوالہل الکتاب ولایہرون لیل ہو گا نہ ہی تھے نہ وہ اہل کتاب  
 تھے بلکہ جانتے نہ تھے کتاب کیا ہوتی  
 بالکتاب

ۛ

### لام نووی کے کلام کا صحیح مفہوم

شرح مسلم میں لام نووی نے اس حدیث "من لبس ولیباک فیس النار" کے تحت  
 یہ ملاحظہ کیا ہے کہ ہر لوگ لانا شرت میں فوت ہونے اور وہ عربوں کی طرح بہت  
 پارس تھے وہ دوزخی ہیں اور انہیں یہ ظاہر نکل از دعوت نہیں کہ نہ انہیں حضرت  
 اور انہیں علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی دعوت پہنچ چکی تھی میرے نزدیک اس کلام کا مفہوم  
 یہ ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کے بارے میں  
 استہلال نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو سماں کے والد کے بارے میں استہلال کیا ہے اور  
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کے بارے میں کوئی علم رکھنے سے انہوں  
 نے غامضی اختیار کی۔  
 (شرح مسلم ۱/۱۰۰)

فصل

### مذکورہ حدیث میں دو علتیں

مذکورہ حدیث "من لبس ولیباک فیس النار" میں مجھ پر دو علتیں آشکار ہو

ۛ

۱۔ خدا کے لفظ ہے۔ اسے مسلم اور ابوداؤد نے بطریق علی بن سیر انہوں نے عرب  
 سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ایک شخص نے کہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا میرا والد کیوں ہے فرمایا آگ میں ہے وہ وہی  
 تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طلب کیا اور فرمایا "من لبس ولیباک فیس النار"

فس النذر" یہ روایت مسلم کے تفوات میں سے ہے بخاری میں نہیں۔ اور مسلم کے تفوات میں کلام ہے اور یہ روایت بھی انہی میں سے ہے۔  
 - حضرت عاتقہؓ اگرچہ لام و ثقہ ہیں لیکن ابن عدی نے کمال میں مغلطہ میں ذکر کر کے کہا ان سے متعدد احادیث میں تفاوت واقع ہوئی ہے اور یہ ان سے روایت کرنے والوں کا قصور ہے۔ کیونکہ ان سے ضعیف راویوں نے بھی روایت کیا ہے۔ انھیں نے یہی بات بہرہاں میں ذکر کی ہے۔

۳۔ علق بن سلر اگرچہ لام و ثقہ مسلم ہیں لیکن پوری جماعت نے ان کی روایت میں کلام کیا ہے۔ بخاری نے ان سے خاموشی اختیار کرتے ہوئے اپنی تصحیح میں ان سے کوئی روایت نہیں لی، امام نے اللہ جل میں کہا مسلم نے اصول میں علق بن سلر سے سوائے حدیث عاتقہ کے کوئی روایت نہیں ذکر کی تھی مسلم نے شاہد میں ایک جماعت کے حوالے ان سے حدیث لی ہے۔ وہی کا قول ہے مغلطہ ان سے کثیر مغلطہ احادیث ہیں یہ مغلطہ نہ رکھ سکتے تھے یہ بھی لوگوں نے کہا ان کی کتب میں کی و پیشی ہوئی تھی یہ بھی متفق ہے کہ ابن ابی و جہاد ان کے روایت تھے انہوں نے ان کی کتب میں گزرتے کر دی۔

### ایک روایت کی مثل

ان کی متاکیر میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عاتقہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔  
 فلما تجلسی رہ للجبیل جعلہ یمر برب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور دکھلوا خیر موسیٰ صعبقا فلما لہا قیل سبحتک تبت الیک ہے ہوش 'یمر برب ہوش ہوا ہوا پاکیزگی تھے میں تیری طرف رجوع لیا اور میں وقایع المؤمنین

(الاعراف: ۱۳۳) سب سے پہلا سلطان ہوں۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی غصہ انگلی کی طرف اپنے

انگریزی ہادی تو پھاڑاں مہیلا

اس حدیث کو امام احمد، ترمذی اور حاکم نے نقل کیا اور کہا یہ شرائط مسلم کے مطابق ہے، ابن جوزی نے اسے الموضوعات میں ذکر کیا ہے اور کہا یہ حدیث نہیں ابن کے روایت نے ابن کی کتب میں رد و بدل کر دیا تھا اور حاکم کی روایات میں منکر کثرت کے ساتھ ہیں۔ (الموضوعات ص ۲۳۴)

میں نے مذکورہ روایت صرف اس لئے ذکر کی ہے کہ اس کی بھی وہی نحو ہے اور زہری حدیث صحیح کی ہے۔

### دوسری مثل

ابن کی منکر میں سے یہ بھی ہے جسے انہوں نے حضرت لہو سے، انہوں نے حضرت عمرو سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا اس کے گلے پر لے ہاں تھے اور اس پر ہرزہ دار تھی اسے بھی الموضوعات میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے زہری حدیث کا منکر ہونا لازمی ہے اسی طرح مسلم کی متعدد احادیث کو منکر قرار دیا گیا ہے۔

### ۲۔ دوسری علت متن کے لحاظ سے

دوسری علت متن کے اعتبار سے ہے اور وہ ایک ضابطہ پر مبنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باب کوئی امری سوال پر جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار جواب سے اس کے لئے فقہ اور اس کے حل کا اضطراب محسوس فرماتے آگیا جواب حدیث فرماتے جس میں توجہ اور اہم ہو یا شہادت بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی ہاتھ قیامت کے ہاتھ میں پر جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ابتدائی عمر کو ملاحظہ کرتے ہوئے فرمایا یہ اپنی عمر سے استغناء کسے گا اور یہ نہیں فوت ہو گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے۔

## اہل علم کی توجیہ

محدثین فرماتے ہیں اعراب اکثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے رہے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور فرماتے مگر کون میں نہیں جانتا تو اس سے ان کا فتنہ و شک میں پڑنے کا خوف تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ ہر مشکل جواب مہلت فرماتے۔ مذکورہ فریاد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ یہ فریادیں ایسی عربیائے کاعور نہیں بنتی جو کاہنی کے حاضرین تمام فوت ہو جائیں گے اور ہر ایک موت اس کے لئے قیامت ہی ہوتی ہے۔

تمام کتبوں آیا تو میں کتابوں اس حدیث سن لی وہ ایک فی السنار کی روایت تھا میں بلکہ راوی نے اسے سنا روایت کیا تو اسے وہم ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ ہر مشکل کام فرمایا سزاغ نے جو سمجھا اسے نقل کر دیا۔

## حدیث کا دوسرا طریق

حدیث کا دوسرا طریق بخاری ہات پر شہد ہے کہ اسے حضرت مسمر نے حدیث سے روایت کیا اس میں یہ الفاظ سن لی وہ ایک فی السنار "سہادی نہیں اور پھر مذکورہ حدیث کے الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کا تذکرہ تک نہیں ہے اور مسمر روایت کے اعتبار سے حملہ سے ہلتا ہے کیونکہ مسمر کے خطا میں کوئی کام نہیں اس کی کسی روایت کو منکر نہیں کہا گیا پھر میں سے بخاری و مسلم دونوں نے حدیث لی ہے۔ (لیکن حملہ سے صرف مسلم نے) تو مسمر کے الفاظ اہبت اور زیادہ صحیح ہو گئے۔

## حدیث سے تکیہ

پھر حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث بھی مسمر میں جہت میں نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ کے مطابق ہے البتہ بزار نے سند میں اور طبرانی نے معجم الکبیر میں وہاں صحیح کی سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

قبل سے نقل کیا ایک امری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا  
 والد کون ہے فرمایا آگ میں اس نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد  
 کون ہیں فرمایا۔

حیث مردوت بقبر کافر تم بہ بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے  
 فیشرہ بالنار (ابن ماجہ - ۱۱۳) گزند تو ذبح کی بشارت ہے۔  
 یہ حدیث صحیح ہے۔

### متحدہ خواتم

ان میں متحدہ خواتم سامنے آتے ہیں۔

۱۔ سائل امری تھا اور اس کے نذر دارتہار میں واقع ہو جانے کا نذر تھا۔  
 ۲۔ بڑا پ میں تو یہ اور ابہام سے کلم لیا گیا اس میں اپنے والد گرامی کے آگ میں  
 ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں بلکہ فرمایا بہ تم کسی کافر کی قبر سے گزند تو اسے ذبح کی  
 بشارت ہے۔ یہ جملہ بظاہر متعلق سوال نہیں ہیں شیعہ و سنی اور قرآن سے واضح ہو  
 جاتی ہے اور تو یہ کا بھی حل ہوتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقت  
 حل کو واضح کرنے اور اس کے والد کی مخالفت کو چھیننے فرمایا کہ کہیں یہ شخص اسلام  
 سے پگڑا جانے کیونکہ نفس کا ایسی چیز کو چھیننا ناپسند ہے۔

اور عربوں کی طاعت خلت دل ہونا اور مناسب بنا ہونا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے اسے مہیا کر لیا اور اس کے دل کو مطمئن کر دیا۔

حدیث کا یہ طریق دیگر طرق سے نکتہ ہی تھا ہے اس لئے بعض علماء محدثین  
 نے فرمایا۔

لؤلؤم نکنب الحدیث من باب تک ہم نے حدیث کو ساتھ وہ  
 سسین وجہا ما عقلناہ سے نقل نہ کیا اسے ہم کبھی ہی نہ

پاتے۔

یعنی دلوہوں کا اس کی شد اور اتلا میں جو اختلاف ہوتا ہے وہ سامنے آتے تو بات

تی ہے۔

## بخاری و مسلم کی متعدد احادیث

بخاری و مسلم میں بہت سی احادیث کا مسئلہ یہی ہے جن میں بعض روایوں سے فقہاء میں قطعی ہو گئی ہے جس کی شکوکہ نافی اور باہرین حدیث نے فرہانی مشافہ حدیث مسلم سے ہم لفظ کی (متراد میں) قرأت کی تھی ہوتی ہے۔ اہم شافعی نے اس میں طبع بیان کرتے ہوئے فرمایا دوسرے طریق سے طرح کی تھی ثابت ہوتی ہے نہ کہ قرأت کی روای نے قرأت کی تھی کچھ کر اسے مشافہ روایت کر رہا اسی طرح دیگر اشیاء ہیں جن کا ترجمہ کتب احادیث میں ہے تو اس حدیث سے حدیث میں طبع واضح ہو گئی تھیں یہ چیز اصلاً حدیث سے حدیث کے معنی نہیں بلکہ بعض فقہاء کی حدیث کے معنی ہو گئی۔

## بخاری کی معیت

اس طرح یہ روایت: "مع لکھما" اس کی حدیث ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے دوسرا ماجہ کا لفظ بخاری میں لازم نہیں آتا کیونکہ حدیث سے معیت سے مراد بخاری کی معیت ہو کیونکہ یہ کلمات بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن دونوں کے دلوں میں اطمینان کے لئے فرمائے تھے۔

## اہم اعتراض و جواب

اگر یہ سہل ہو کہ جب یہ بات ثابت ہے کہ اہل فترت کے بارے میں احسان کے بغیر بخاری کا حکم جائز نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسائل کے باپ کے بارے میں بخاری کا حکم کیسے جاری فرمایا؟

## چار جوابات

نقد ہر اس کے چار جوابات مختلف ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ روایت اہل فترت کے بارے میں وارد روایات سے پہلے کی ہے جن کی وجہ سے مشرف ہو چکی ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے مشرکین کے



بچوں کے بارے میں روزنی فریلا پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا۔

مگر ہم اہل فطرت کے روزنی نہ ہونے پر قطعی حکم نہیں لگا رہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جس نے دعوت کر لی وہ جنت میں اور جس نے تفریق کی وہ دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا تو ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بارے میں خصوصاً فرمایا ہو کہ بوقت احسان تفریق کرنے کا اور دوزخ میں داخل ہو گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وحی کی نہی پر اس کے روزنی ہونے کا فرمایا۔

۳۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس شخص نے عرب اور شام کا سفر کیا ہو اہل کتاب سے ہو اور اسے حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کی دعوت پہنچی ہو لیکن اس نے شرک پر ہی اصرار کیا لہذا اب وہ معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

۴۔ یہ بھی ممکن ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت کا دورہ کیا ہو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت بھی پہنچی لیکن اس نے شرک اصرار کیا تو اب اس کا نذر کیوں مٹا جائے گا؟

### اہم اعتراض۔

اگر تم یہ کہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین بھی تو عرب میں گئے اور یہود سے ملاقات ہوئی تو پھر کہو جواب میں تم نے کہا ہے وہ انہیں بھی لازم آئے گا۔

### تین جوابات

اس کے تین جوابات ہیں۔

۱۔ پہلے اس کا ثبوت ضروری ہے کہ یہود نے انہیں وہیں کی دعوت دی ہو یا نہیں مطلق نہیں تو ہم ان پر ایسا حکم نہیں لگا سکتے خصوصاً جبکہ وہ عین منورہ میں تھوڑے دن گھرے جس میں انکی دعوت کی گنجائش نہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف سفر کے دوران شرمونہ سے گزرے جب وہاں سے واپس آئے تو وہ چار تھے ایک لہ وہاں قیام رہا اور وہاں ہی وصل ہو گیا اس قدر تھوڑی

اور حالت بیماری میں کسی سے ملاقات و اجتماع اور دین کے بارے میں معلومات کی  
 گمانگاہ نہیں رکھتا حضرت احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ازواج و اقارب سے ملنے میں  
 تفریب لائیں نہیں وہیں انہوں نے ایک ماہ قیام کیا ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم بھی تھے وہیں سے واپسی پر راستہ میں بن کا وصل ہو گیا۔

۲۔ اس میں کیا مانع ہے کہ انہیں دعوت ملی اور انہوں نے قبول کی اگرچہ وہ انہیں چیزوں  
 پر نقل نہیں 'تم بن کی طرف انکار کی نسبت کہے کر سکتے ہو مگر وہ بن بن کے بیٹے  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارے میں ولادت سے پہلے ہی اہل کتاب اور  
 کافروں نے مشہور کر دی تھی 'بن وہ ان کی اس مسئلہ میں تصدیق کی تھی اور انہیں  
 بشارت بھی دی تھی 'آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا بعد، کو ولادت سے پہلے'  
 ولادت کے وقت اور ولادت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں  
 بتاتے ہوئے بشارت سے نوازا گیا اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وصل کے وقت  
 وہ اشعار کے ہو کر پچھے ہیں۔ کیا ان کی طرف شرک کی نسبت کی جاسکتی ہے؟ بلکہ  
 بن کے مبارک بیٹے کے بارے میں انہیں لگا کر دیا گیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا  
 پیغام لے کر صورت رسول مبعوث ہو گئے 'بتوں کو توڑیں گے اور بن وہ انہوں کو اللہ پر  
 نے اس کی تصدیق کی کیا اسلام اس تصدیق کے علاوہ کسی فی کا نام ہے؟

۳۔ بخاری و دعویٰ ہے کہ وہ اپنے اہل دین حنیفی اور دین ابراہیمی پر تھے اور  
 انہوں نے بھی بھی کسی بت کی پرستش نہیں کی اس بات کو ہم تقریباً کسی سے  
 ثابت کریں گے۔

اہم بات یہ ہے کہ بن وہ ان کا ابتدائی عمر میں وصل ہو گیا تھا وہ اس عمر میں  
 بچپن میں بن پر محبت قائم ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

اولم نعر کم مایندکر فیہ اور کیا ہم نے تمہیں وہ عورت دی تھی  
 من تذکر وجاہ کم التذیر جس میں کچھ لیتا تھے کھتا ہو تاؤر سلا  
 فنوقوا فما للظالمین من وہا تمہارے پاس تشریف لیا تھا تو اس  
 نصیر (۲۷) پتھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

بعض نے کہا عورت سے مرد ساتھ سلی ہے بعض نے پائیس کہا بنا حدیث میں ہے  
 لہٰذا تعلق اس کا ذکر قبول فرمائے کہ جس کی عمر کا آخر ساتھ سلی پر ہو ایک ماہ  
 میں ہے پائیس سلی مرد والے پر لہٰذا تعلق کی بخت کمال ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کی مرد سلی کے وقت پچیس سلی تھی جیسا کہ روایت  
 نے کہا اور یہ قول نعت ہی ثابت ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ  
 کی عمر بھی تقریباً اسی قدر تھی۔

### فصل

تپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء و اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام تک  
 پہنچی ہے جو کہ وہ بخت پرستی کرنے والے تھے۔ ان میں ابراہیم بن جریر نے تفسیر میں  
 جلد سے لہٰذا تعلق کے فرمایا  
 وقتل ابراہیم رب اجعل ہذا اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی  
 لبلد آمننا و اجنسی و نسى ان میرے رب اس شہر کو لٹا دلا کر  
 نعبدا لاصنام اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں  
 (ابراہیم ۲۵) پڑھنے سے بچا

کے وقت قتل کیا ہے۔

لہٰذا تعلق نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے حوالے سے دعا قبول کی اور  
 کی دعا کے بعد ان میں سے کسی نے بخت پرستی نہیں کی۔ (اجتہاد عربوں کے)

ہام ابن ابی حاتم نے قصیر میں حضرت سفیان بن زین کے بارے میں نقل کیا کہ  
 میں سے یہ پوچھا گیا کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بہت پرستی کی؟  
 فرمایا ہرگز نہیں۔ کیا تم نے لفظ تعلق کا یہ ارشاد گراہی نہیں دیکھا۔

واجبسی ونسی ان تعبد الاہنام اور بکھے اور میرے بیٹوں کو حقوں کے  
 (ابراہیم: ۳۵) اپنے سے چلا

ابن منذ نے قصیر میں جرجا سے لفظ تعلق کے ارشاد گراہی

رب اجعلنی مقیم الصلوۃ اور میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا  
 ومن خیرنی ربنا ونقبل دعاء تک اور مجھ کو میری اولاد کو اسے اللہ سے  
 (ابراہیم: ۴۰) رب اور میری دعا میں سے۔

کے تحت نقل کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کچھ لوگ پیش  
 نظرت پر رہے اور وہ لفظ تعلق کی مہلت گستا رہے۔

میں لکھا ہوں لفظ تعلق کے اس ارشاد گراہی کو بھی اس پر محمول کیا جا سکتا ہے۔  
 وتقلبک فی الساجدین اور لہذہن میں تسماتہ وارے کہ۔

(الشعراء: ۲۸)

ابن سعد نے طبقات میں 'بخار' طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لفظ تعلق کے اس ارشاد گراہی "وتقلبک فی  
 الساجدین" کے تحت نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی سے  
 دوسرے ہی کی طرف منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت  
 کی غمزدہ پانچ ہونے اور سہارون میں تھکے کا سنی ہوا کہ آپ انبیاء علیہم السلام کی  
 جنتوں میں منتقل ہوتے رہے۔ (مجموعہ: ۲۵۲)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے انبیاء سے عام پر محمول کر لیا  
 جائے اور وہ لہذہن ہیں جو پیش سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں رہے بشرطیکہ اس  
 قول کو صحیح مان لیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں کثیر انبیاء نہیں  
 بلکہ حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم، حضرت اسم، حضرت شیبہ، حضرت آدم اور

حضرت لورینس علیہم السلام ہی تھے۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی شہد ہے، بخاری میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

بعثت من خیر قرون بنی آدم مجھے اولاد قوم کے ہر دور کے بہتر خاندان

قرننا فقرا حسی بعثت من میں سے اکیسا گیارہ جنی کہ میں اس خاندان

القرن الذی كنت فیہ میں مبعوث ہوا جس میں آپ ہیں۔

(بخاری باب منہ انہی)

مسلم میں حضرت داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ اصطفیٰ من ولدہ لبریم اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں سے

اسماعیل و اصطفیٰ من اسماعیل کو اور قریش میں سے ابراہیم کو

نخب فرمایا۔

قریش بنی ہاشم

و اسلم آپ نخب تہی

ان کا فریور نخب ہونا تا رہا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔

### دوسرا طریقہ استدلال

اس پر ایک اور طریقہ سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ امام احمد نے نبی میں اور

شیخ غزالی نے کرامات اولیاء میں (شرائک بخاری و مسلم کے مطابق) حدیج کے ساتھ

نقل کیا۔

ماخلت الارض من بعد نوح حضرت نوح کے بعد بھی زمین ایسے

من سبعة يدفع اللہ بہم عن سات الزلزل سے خلی نہیں جن کی وجہ

سے اللہ اہل زمین سے ظاہر دور کرتا۔

اہل الارض

ابن جریر نے تحریر میں شہری حوشب سے نقل کیا بیست زمین ایسے چھہ الزلزل سے

خلی نہیں رہی جن کی برکت سے زمین سے ظاہر ہوا یا بیاں نہاد ابراہیم علیہ

اسلام میں فقط وہ آئیے ہی تھے۔

امام احمد نے زہد میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔  
لم یزل بعد نوح فی الارض حضرت نوح کے بعد ہمیشہ زمین میں چودہ  
اربعہ عشر یدفع بہم العذاب ایسے افراد رہے جن کی وجہ سے عذاب  
دور رہا۔

شیخ خالد نے کرامت اولیاء میں ذابون سے نقل کیا زمین کبھی بھی پارہ ایسے افراد  
سے تخلی نہیں رہی کہ جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ کل زمین سے عذاب دور کرے۔  
یہ افراد اور ان پر شیخ کا وہ قول کہ اولاد ابراہیم میں کچھ لوگ بیٹھ لائے تھالی کی  
جہالت کہتے رہے نکالت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے دین ختمی ہی تھے۔

### اس کی تفصیل

لب اگر وہ کھڑے تھے تو وہ لوگ جو حضرت پر تھے اور ان کی وجہ سے عذاب دور  
ہو گیا ان کے علاوہ تھے یا کوئی شخص ایسا تھا ہی نہیں تو ساری صورت باطل ہے کیونکہ  
یہ سب لوگوں کے خلاف ہے۔ اور یہی صورت بھی باطل ہے کیونکہ اس سے وہ لوگوں  
کا انھیں ہونا لازم آتا ہے اور کوئی کافر مسلمان سے انھیں نہیں ہو سکتا اور یہ اس  
تخلی کی روایت کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی باطل ہے جس میں ہے کہ میں ہر  
دور میں انھیں حکاموں میں رہا حتیٰ کہ انھیں میں ہی پیدا ہوا تو اس سے واضح ہو جاتا ہے  
کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر اصل ایسے دور کے تمام لوگوں سے انھیں دور بہتر  
تھی اور اس صورت میں نہیں ہو سکتا کہ وہ تو کافر ہوں اور ان کے دور میں کوئی اور  
مسلمان ہو تو اس سے نہیں ہو جاتا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔ اس حدیث بخاری کا سنی  
محقق حوازی سے ثابت ہے۔ (ابجدی باب ص ۱۱۱)

## میں والدین کے حوالے سے بھی افضل ہوں

اہم نکتہ نے ملائکہ الجبۃ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو جب بھی دو گروہوں میں بانٹا گیا تو مجھے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے افضل میں رکھا میں اپنے والدین کے پاس بیٹا ہوا اور مجھے عمدہ جاہلیت کی کسی شے نے مس نہیں کیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے بیکرا اپنی والدین تک نکلنے سے پیدا ہوا نہ کہ خلق سے۔

فلما خیر کم نفسا وخیر کم میں تم سے ذات کے حوالے اور والدین کے حوالے سے افضل ہوں۔

اہم پروفیم نے "ذرائع النبوة" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے والدین کا نام بھی رزاقی وجہ سے نہیں ہوا۔ میں بیٹہ پاک پشتوں سے پاک رموں کی طرف مزی اور افضل نکل ہوا۔ یہاں تک کہ وہ شیوں میں بانٹا گیا وہیں مجھے ان میں سے افضل میں رکھا گیا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر مہتر مغرب میں سب سے افضل مہجف اور مہجف میں افضل مہجف اور مہجف میں افضل مہجف۔

والله ما اقترق منذ خلق الله  
آدم الا كنت في خيرهما  
اللہ کی قسم حضرت آدم علیہ السلام کے  
ذات سے لے کر جب بھی اللہ تعالیٰ نے  
دو گروہ بنائے تو مجھے ان میں سے افضل  
میں رکھا۔

اس سوسٹریٹ پر کثیر ایڈیٹ ہیں جنہیں میں نے کتب المعجزات میں ذکر کیا

حج نے ابن ابی عمیر الصوفی نے مسد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے نقل کیا قریش بارگاہ حق میں سیدنا آدم علیہ السلام کی تکلیف سے وہ ہزار پہلے  
 بصورت نور موجود تھے اور وہ نور تسبیح پڑھتا تھا اور ملائکہ اس کی تسبیح و تسبیح پڑھتے  
 تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت میں اس نور  
 مبارک کو رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک فریض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
 پشت آدم میں زمین پر اندر اور کھٹے پشت نوح میں رکھا اور پھر پشت ابراہیم میں پھر  
 اللہ تعالیٰ نے مبارک پشتوں سے پاک ابراہیم کی طرف منتقل فرمایا حتیٰ کہ میں اپنے  
 والدین کے ہم بیجا ہوا اور وہ بھی بھی دنیا پر حج میں ہوئے۔

امام بیہقی نے دلائل میں ظہرونی نے اوسط میں سیدنا عاتقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے  
 نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل ابن علیہ السلام  
 نے فرمایا۔

قبلت الارض میں نے تمام زمین کو شوق و قرب دیکھا  
 مشارقہا و مغاربہا فلم اجد ہے حضور ﷺ سے بڑھ کر کسی کو  
 رجلا افضل من محمد ولم اجد افضل نہیں پاتا اور خواہم سے بڑھ کر  
 بنی لب افضل من ہاشم (عمرہ و ہجرت) کوئی نافرمان افضل نہیں دیکھا  
 مطلقاً ابن عمر نے اسی میں اس روایت کے بعد فرمایا۔

لوائح الصحہ ظاہرۃ علی اس حدیث کے متن کی صحت پر واضح  
 صفحات هذا المتن شواہد ہیں۔

### فصل

امام اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے کہ  
 ولویکر ملازمت حسین رضا ہو کر کے ساتھ رہیں۔  
 لرضا ۷۰



اس سے کہا مراد ہے؟ بعض نے کہا ان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق  
 بہشت سے پہلے ہی مومن تھے 'اوسرے کہتے ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ یہ بہشت سے  
 ایسے لوگوں میں رہے جن پر غضب نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا یہ اہل ابوداد میں  
 ہو گئے۔

شیخ ترمذی صحیح بخاری میں فرماتے ہیں اگر ان کی مراد یہی ہے تو ابو بکر صحابہ اور آپ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی فرق نہ ہوا بخلاف امام اشعری نے یہ کلمات کسی اور  
 صحابی کے بارے میں نہیں کہے تو درست ہے۔ اس کا معلوم یہ ہے۔

ان الصدیق رضی اللہ عنہ لم	حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
تثبت عنہ حالة كفر بالله قبل	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان
البعث كحال زيد بن عمرو	نبوت سے پہلے کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے
تفيل وقرانه	ساتھ کفر صادر نہیں ہوا جیسا کہ زید بن
	عمرو اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہ بات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 بارے میں کہی ہے۔

یہی بات والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے

ہم کہتے ہیں ابو بکر امام تکی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے  
 میں کہا ہے یہی بات ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین اور اہل  
 کے بارے میں کہتے ہیں کیونکہ حضرت صدیق اور زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو  
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہی وہیں جینی نصیب ہوا کیونکہ یہ دونوں  
 اعلان نبوت پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 و سلم سے امت بہت کرنے والے تھے۔

## (فصل)

### ایمان اہد لوہ پر تصریحات

تصد لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہد لوہ کے ایمان پر تصریح کی

ہے۔

۱۔ ابن حبیب نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ  
 "مید" وہیہ "مضر" ہے۔ اور اس وقت ہر ایک پر ہے۔

فلانہ ذکر وہم الا بخیر      ان کا تاکہ خیر کے ساتھ ہی کیا کہ۔

۲۔ ہم سب نے روضہ کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا  
 لا تسبوا علیہ فانیہ کان مؤمناً      ایسا کہ یہ ان کو وہ سوس ہے۔

(روضہ کائنات)

یہ بھی مشکل ہے کہ وہ اپنی پشت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ج کاتبیہ

کا کہتے۔

(روضہ کائنات)

۳۔ یہ ابن بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک زبان نقل کیا  
 ہے۔ مضر اور وہیہ کو یہ ان کہ۔

فانہما کاننا مؤمنین (ایضاً)      کیونکہ وہ دونوں اہل ایمان تھے

۴۔ ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لا تسبوا مضر فانیہ کان قد اسلم      مضر کو یہ ان کہ کہ یہ اسلم ہے۔

(روضہ کائنات)

۵۔ ہم سب نے روضہ کائنات میں کھاکب بن لوی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمد

کے دن اشع شوع کیا قریش اس دن بیخ ہوتے اور وہ ایسی خطاب کے درجے آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہارسے میں ہاتے کہ میری اولاد میں سے ہو گئے آپ صلی

لفظ طیب و تک و سلم کا کل بیعت ذکر کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت اور  
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کی تلقین کرتے ان کا یہ شعر بھی مشہور ہے۔  
 بالیقینی شاهدنا نجوہ دعوتہ لقاقریش نیغی الحق خذلانا  
 (کاش میں اس وقت موجود ہوتا ہب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت دیتے  
 اور قریش اس کو پست کرنے کی کوشش کرتے) (الروضۃ الشرفۃ ص ۱۰۰)  
 امام بخاری نے یہ روایت حضرت کعب سے کتب الامام میں نقل کی ہے۔  
 (۲۰۰۱ الحدیث ۱۰۰۱)

میں کہتا ہوں امام ابو نعیم نے بھی دلائل اثبوتہ میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے حضرت  
 کعب اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت کے درمیان ۵۴ سال کی  
 مدت کا فاصلہ ہے میں نے یہ روایت نیز اسی لفظ میں کتب المعجزات کی ابتدا  
 میں نقل کی ہے۔

### (فصل)

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ ہب  
 اصحاب لیل کا فکر آیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے چمے اور کہہ  
 لاہم ان العرہ یمنع ریحہ فایمنع ریحاک  
 لا یغلبین صلیبہم ومحالہم غدا محالک  
 (اے اللہ ہر آدمی اپنے سر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی کعبہ کی حفاظت فرما ان کی  
 صلیب ٹھیک کرے، کبھی نہ، نہیں ہوگی۔)  
 کہہ لوگوں نے یہ مسودہ بھی نقل کیا ہے۔

فاتصر علی ل الصلیب وعا بدیہ الیوم آلیک  
 یہ واضح طور پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ دین خیرتھی ہے جسے کبھی نہ وہ صلیب اور اس  
 کی عہدت کرنے والوں سے خیراری کا اختیار کر رہے ہیں۔

فطقت ابن سعد میں مختلف انداز کے ساتھ ہے کہ حضرت عبدالعطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔

لا تخطی عن بی بی فاطمی میرے بیٹے کے بارے میں کبھی فطقت نہ  
 وجدته مع غلمان قریبا من کرنا میں نے اسے بچوں کے ساتھ مقام  
 السدرة وان اھوا الکتاب سدرا میں دیکھا ہے اور اہل کتاب  
 بقولون ابنی ہنلبی ہنا لملیہ میرے بیٹے کے بارے میں کہتے ہیں کہ  
 (المبتدأ: ۱۰۷)

## فصل

### دین خبیثی پر قائم لوگ

۱۔ محدث پیرا' حاکم نے مسندک میں روایت کی کہ قرآن دیکھتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔  
 لا یسوا ورقہ بن نوفل فاطمی قد وردت بن نوفل کو برائے گو میں نے بن  
 ریت لہ جنتہ (۱۰۷۷) کے لئے جنت دیکھی ہے۔

۲۔ محدث پیرا نے حضرت ہار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دور جاہلیت میں بھی قبیلہ کی طرف رخ ہو کر کہتے تھے میرا دین دین ابراہیمی ہے اور میرا خدا حضرت ابراہیم کا خدا ہے اور پھر سیدہ کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اور حضرت عائشہ بن مریم کے درمیان ایک امت کا مشرہو کا ہم نے وردت بن نوفل کے بارے میں پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بھی قبیلہ رخ ہو کر کہتے تھے میرا اللہ وہی ہے جو زید کا اور میرا دین بھی انہی کی طرح ہے تو فرمایا۔

رأيتہ ہمشی من بطن الجنة میں نے انہیں جنت میں دیکھا ہے ان پر  
علیہ حلۃ من سننلس ربی ط قنا

امام ہریم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ  
میں نے رسول خدا کے ہزار میں اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے مکہ کی طرف اشارہ  
کرتے دیکھے اس طرف سے حق آئے گا وہ پہنچتے حق سے کیا مراد ہے فرماتے حضرت  
نوفی بن غالب کی نسل سے ایک شخص پیدا ہو گا جو ہمیں کلمہ انعام 'دائی زندگی اور  
نہ ختم ہونے والی نعمتوں کی طرف دعوت دے گا آپ وہ شخص ہے تم اسے قبول کرنا  
اگر میں اس وقت تک زندہ رہتا تو میں سب سے پہلے ان کو بلاتا۔

امام ہریم نے محمد بن یحییٰ بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا میں جاہلیت کے دور  
میں اپنی قوم کے بھائی کو تسلیم نہیں کرتا تھا اور جانتا تھا یہ باطل ہیں اور وہ بھائی کی  
مہلت کرتے۔

امام ہریم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا نبی خدا  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہی فوت ہوا یہ بھی فرمایا نبی ہے شیخ کو برادر  
کو کہے گا وہ اسلام لاچکے تھے۔ غرض نبی اور ابن عباس نے تبلیغ میں حاجت سے نقل  
کیا کہ لوں بن حارث دعوت حق اور بیعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاکہ کرتے  
اور اپنی موت کے وقت انہوں نے اپنے بیٹے مالک کو اس کے بارے میں وصیت بھی  
کہ میں نے تمام روایات کتب المعجزات میں ذکر کی ہے۔

امام باقر اور ہریم نے دلائل میں نقل کیا کہ محمد بن یحییٰ جہنی نے  
جاہلیت میں شرک ترک کر دیا وہ اللہ کی خاطر لڑا اور کہتے اور زندہ رہے حتیٰ کہ  
مسلمان ہوئے میں نے یہ روایت بھی کتب المعجزات میں ذکر کی ہے۔

امام طبرانی نے عجم کبیر میں وہاں شخص کی سند سے حضرت غالب بن ابی مرثد رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تمس کا  
تذکرہ ہوا تو فرمایا اللہ تعالیٰ تمس پر رحم فرمائے 'عرض کیا کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَإِنَّهُمْ إِذَا كَفَرُوا فَكَانَ لِأُولَئِكَ مِنْكُمْ قَوْمٌ مَبْغُضُونَ  
 لئے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھے۔

### تفسیر

بیخ شریعتی نے "الصل والصل" میں لکھا کہ عربوں کی دو اقسام ہیں سبط

سبط کی کئی اقسام ہیں۔

۱۔ خالق حیات اور دوبارہ زندگی کا انکار کرنے اور کہتے زندگی و نفاذ ہرکی وجہ سے ہے  
 انہی کے بارے میں لفظ قتل کا نہیں ہے۔

وقالوا ما هي الا حياياتنا الدنيا  
 اور بولے وہ تو نہیں مگر یہی دنیا کی  
 نموت ونحيا وما يهلكنا الا  
 زندگی مرے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور ہمیں  
 الضرر وما لهم بئلك من علم  
 ہلاک نہیں کرتا مگر نفاذ اور انہیں اس کا  
 ان هم الا بظنون  
 علم نہیں وہ تو بس گمان سے ڈالتے ہیں۔

(الجمالبہ: ۲۳)

۲۔ خالق اور تخلیق و اہل جانے مگر دوبارہ زندگی (حیات) کا انکار کرنے اس نسبت  
 بہرہ کہ میں انہیں کا انکار ہے۔

قل من يحيى العظام وهى  
 بولا یا کیا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے  
 ربهم  
 جب وہ بالکل گل تھیں۔

(س: ۷۸)

۳۔ بعض لوگوں میں سے خالق اور دوبارہ زندگی ماننے مگر رسولوں کا انکار کرنے' بہت  
 ہستی کہتے اور یہ عقیدہ رکھتے کہ یہ بہت آخرت میں لفظ قتل کے ہیں شیعہ ہوتے اور  
 خود سے بے ہوش کو ہمز ذکر اکثر عرب اسی پر تھے۔

## حصہ کی تین اقسام

علم کے اعتبار سے حصہ کی تین اقسام ہیں انساب کا علم، تاریخ کا علم اور ان کا علم۔ اس کے علم کو نسبت ہی اہمیت دینے کے لیے ضروری طور پر علم کے ساتھ ساتھ تاریخ اور ان کے علم کی معرفت اس نور پر اطلاع ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا پھر ان کی اولاد میں منتقل ہوا یہی سبب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کی برکت سے اپنے بیٹے کے ذریعہ کی نذر ہوئی اور اسی نور ہی کے ذریعہ سے انہوں نے اپنی اولاد کو ایک علم و سرکاری کی وصیت فرمائی اور انہیں مکارم الخلق پر ابھارا انہیں کھلیا اور اسے منع کیا اسی نور کی برکت سے ابراہیم کو انہوں نے فرمایا۔

ان هذا البيت وما يحفظه  
اس گھر کا رب ہے نہ اس کا کھانا ہے۔  
نور انیل ہو تمہیں پہ چہ کر فرمایا۔

لاهم ان المرء يمنع  
لا يغلبن صليبهن  
رحله فامنع رحالك  
ومحالمهم عدوا محالك  
اے اللہ تو ہی اپنے مرکز کی حفاظت کرتا ہے تو ہی اپنے گھر کی حفاظت فرما ان کی صلیب اور اسلحہ توڑے گھر غالب نہیں آسکتے۔

اس نور کی برکت سے انہوں نے اپنے نسلخ میں فرمایا کوئی بھی ظالم دنیا سے رخصت نہیں ہو گا مگر اس سے بدلہ ضرور لیا جائے گا ایک ظالم کو ہی فوت ہوا مگر اس سے بدلہ نہیں لیا تھا کہ ان سے عرض کیا تو نور و فکر کے بعد فرمایا۔

ولله ان وراء هذه الحار دارا  
بجزئی فیما المحسن  
بمان نہ جس میں ہر نیکی والے کو  
نور برائی کرنے والے کو سزا دی جائے  
المعنى يمانه  
کی۔

ان کے بعد سیدہ و امجدہ آئے۔ یہ بھی اہل بیت ہے کہ یہ انہوں نے مہمان کے لئے تیار کئے تھے۔

بِسْمِ رَبِّكَ تَبَدَّلْ لِي لَيْسَ لِي عِزٌّ مَّا كُنْتُ لِي وَتُجِدُنِي وَالْمَعِيَّةُ  
وَلَيْسَ لِي عِزٌّ مَّا كُنْتُ لِي وَتُجِدُنِي وَالْمَعِيَّةُ

اے میرے رب تو ہلکے و کمزور ہے اور میں ہلکا اور کمزور ہے، لہذا میں نے اپنا  
تیری ہی طرف سے ہے۔

صحابہ و اہل بیت کی معرفت یہ روایت بھی قہر ہے کہ اہل بیت نے اس کی  
قول "آتا ہے حضرت ابوطالب کے پاس آ کر کہتے "ہم نے اپنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ  
و سلم کو آنا اور ان کے وسیلے سے بارش طلب کی، اسی واسطے میں ابوطالب کا یہ شعر  
مہمان ہے۔

وَلِيْبُضٌ يَسْتَفِي الْعِيَامَ بِوَجْهِهِ تَمَالِ الْبِنَانِ عَصْمَةُ تَلَا رَهْل  
ابو سفید ہلکے والے جن کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے اور یہ

تیسری اور چوتھی کا سارا ہے)

دوسری قسم مژگنا اور تیسری علم کلمات و قیام کھاسی تھی۔

عروں میں ہلکے لوگ اہل عقل اور آہستہ ہر ایمان رکھتے تھے اور وہ نبی کے بھی  
شکر تھے۔ ان کے لئے ہلکے سنن اور شریعتیں تھیں جن میں ہلکے دین شریفی کے مشابہ  
تھے مشابہ بن محمد بن فضیل تھیں بن سیدہ ابوی عاصم بن عمر بن عدوانی "ان میں  
سے ہلکے جہالت میں بھی شراب کو حرام جانتے مشائخ تھیں بن عاصم تھی "مستوفی بن سیدہ  
کئی اور مشیب بن سیدہ کرب کئی "ان میں سے ہلکے لوگ غافل ہر اور خلق قوم علیہ  
اسلام ہر ایمان رکھتے تھے مشابہ بن علی بن شیبہ بن ویدہ بن قنصلہ انہی میں پھر زبیر بن ابی  
صلی ہیں "اب کئی کائنات والے درخت کے پاس سے گزرتے اور وہ انہی کے بعد ہے  
بہار ہو آتا کہتے۔



لولا ان تسيبي العرب لامت  
ان الذي احياك بعد يسى  
سيحى العظام وهى ريم  
بعد زده فربلا اور ده بربى كو دوباره زده  
فرمانه كه

اس کے بعد وہ قیامت پہ بھی ایمان لے آئے اور اپنے مشورہ قہرہ میں کہہ  
پوخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب لویعجل قیبتہ  
(کتاب میں بیخ کر کے اٹھل کر حساب کے دن کے لئے دیکھ لیا جائے گا یا جلدی  
میں منتھم لیا جائے گا)

بعض جہاں پہ جب موت آئی تو وہ اولاد سے کہتے میرے ساتھ میری سواری کو  
بھی دفن کرنا تاکہ وہ میرے ساتھ ہی اٹھے اگر تم نہیں کہو گے تو پھر میں پیدل ہی  
میدانِ مشر میں جہاں تک جاہلیت میں حدود الہی شہادہ کو وہ حرام جانتے جنہیں قرآن  
نے حرام قرار دیا تھا۔ یعنی ہمیں نکال اور پھر ہمیں کے ساتھ نکال حرام جانتے  
طواف کرنے کے لئے سعی کرتے، کعبہ کہتے، تمام منکح جگہ لڑا کرتے، قریشی کہتے،  
ری جملہ کرتے، میٹوں کا احترام کرتے، اموات کو غسل دیکھ دیتے ہیں اس طہارات  
فعلیہ پہ قائم رہتے ہیں کا حکم میدنا ابراہیم علیہ السلام کو ملا تھا وعدہ دیا کرتے، مسلمان  
نوازی کرتے، چور کا ہاتھ کاٹتے، عربوں میں لیتا اور دین ابراہیمی اور توحید قائم اور مشہور  
تھی۔ سب سے پہلے جس نے اسے تبدیل کیا اور جہوں کی پہ متسل شریع کی اس کا نام  
مہادی کی ہے۔  
(العلل والاصل ص ۳۸۳)

ابن جوزی نے التلخیص میں لکھا جاہلیت میں جن لوگوں نے جہوں کی پہ متسل ترک کر  
دی تھی مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی بنی مہادی بنی نبین مہادی  
بنی بھل، عثمان بن عمروث، اورتہ بن مہادی بنی توفیل، سیاب بن برانہ، ابو بکر اصغر امینی،  
فوس بن سلیمان الہادی اور ابو قیس بن عمرو۔

## الفصل

میں نے امام محمد بن زکریا کو چھ ماہوں نے اس پر دوا کی فراہم کئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام تہاہ تہمید پر تھے ان کی اسرار الشریعہ کی مہارت ہے۔

مقتل ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں اس پر دوسرا دلیل دیا گیا ہے۔

### ۱۔ تمام انبیاء کے آباء کافر نہیں

اس پر دوا کی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

الذی برآک حسین نقوم      جو حسین دیکھا ہے جب تم کفر سے  
وتتقیت فی الساجدین      جو نور نمازیوں میں قلم سے دوسرے کہ

الشعر لہ: ۲۱۸، ۲۱۹

اس کا مفہوم یہ بھی مقتول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ایک ساجد کی طرف سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا اس صورت میں یہ آیت مبارک ولادت کر رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام تہاہ مسلم تھے تو اب قطعی طور پر بتا چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کافر تھے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آیت مبارک کے نور بھی منتقل ہیں جب وہ آیات تمام منتقلی کے بارے میں سوچی ہیں اور ان میں منتقل بھی نہیں تو آیت کو ذکرہ تمام منتقلی پر عمل کرنا لازم ہے تو جب یہ صحیح ہے تو آیت ہو گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ولادت پر مست نہ تھے۔

۲۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی ولادت کرتا ہے۔

لم ازل افضل من اصحاب  
 الطاهرین لیس ارحام الطاہرات  
 اللہ تعالیٰ کا قربان بہادک ہے۔  
 نعم العشر کون نحس  
 میں بیک پاک پشتوں سے پاک رسموں کی  
 طرف تعلق ہے آ رہا ہوں۔  
 شرک نہ سے بچاگ ہیں۔

(التوبة - ۱۲۸)

تو ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپہ و اہل و عیال میں کوئی بھی  
 شرک نہ ہو "واللہ اعلم بالصواب" والیہ المرجع والمآب

---

الاعظيم والمنته

سيف

أن أبوي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

في الجنة

بإشيع العلماء خلال القرنين الخامس والسادس الهجريين

تتولى سنة ١٩١١ هـ - ١٩٥٠ م

قوله وشريعته وميثاقه

الذكر محمد بن عبد الله بن عبد الله